کنزالمدارس کے نصاب میں شامل

الفَوزُالکبیر

فِی

اُصُولُ التفسیر

(سوالاً جواباً)

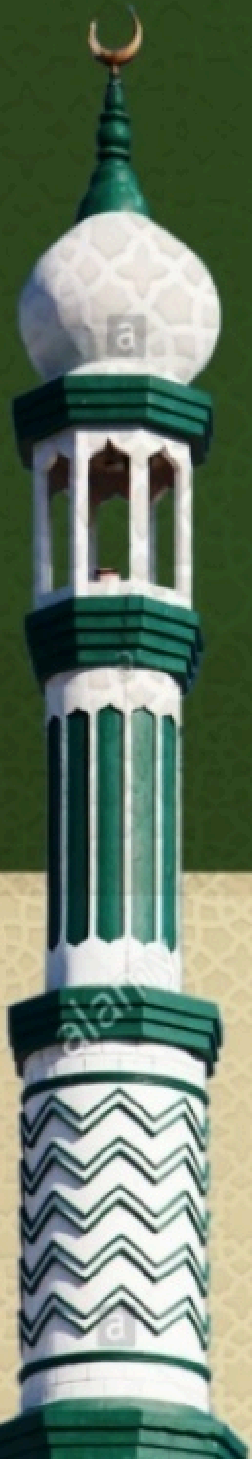

مصنف

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

استاد نعیم بابر صاحب
احمد عباس عطاری
جامعہ المدینہ گجرات

کنز المدارس کے نصاب میں شامل

الفوز الکبیر

فی اصول التفسیر

احمد عباس عطاری

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

فہرست

الصفحہ	الموضوعات
07	ترجمۃ المؤلف
09	المقدمۃ
11	الباب الأول في العلوم الخمسۃ التی بینھا القرآن العظیم بطریق التنصیص
12	أسلوب القرآن الکریم في عرض العلوم القرآنیۃ
12	مقاصد نزول القرآن
13	الفصل الاول في علم المخاصمۃ
13	ذکر المشرکین
14	شعائر ملۃ الإبراھیمیۃ وشرائعھا
15	العقائد الثابتۃ فیما بین المشرکین
15	ضلالات المشرکین
16	تفصیل ضلالاتھم
16	الشرک
17	التشبیہ
17	التحریف
18	أنکار المعاد
18	بیان استبعاد رسالۃ النبی
18	توضیح احوال المشرکین بالمثال
19	جواب الأشراک
20	جواب التشبیہ

جواب التحریف	20
جواب استبعاد الحشر والنشر	20
جواب استبعاد ارسال الرسل	21
سبب تکرار المضامین	21
ذکر الیہود	22
بیان تحریف احکام التوراۃ	23
بعض الصور للتحریف المعنوی	23
بیان کتمان آیات التوراۃ	25
بعض أمثلۃ الکتمان	26
أسباب الالحاق مالیس منہا بہا افتراء منہم	27
أسباب استبعاد رسالۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	27
وظیفۃ النبوۃ فی اصلاح الناس وسبب اختلاف الشرائع	28
توضیح احوال الیہود بالمثال	29
ذکر النصاری	29
عقیدتہم	30
توضیح احوال النصاری بالمثال	31
مسألۃ صلب المسیح بین الحقیقۃ والاشتباہ	32
المقصود من بشارۃ "فارقلیط"	32
ذکر المنافقین	33
صاحب النفاق العقدی	33
صاحب النفاق العملی	33
کیفیۃ الاطلاع علی قسمی النفاق	34

35	توضیح احوال المنافقین بالمثال
35	مقصد القرآن فی بیان المخاصمۃ
36	الفصل الثانی فی بقیۃ مباحث العلوم الخمسۃ
36	أسلوب القرآن فی التذکیر بآلاء اللہ وأثبات الذات والصفات
37	أسلوب القرآن فی بیان آلاء اللہ
37	أسلوب القرآن فی التذکیر بایام اللہ
38	القصص المتکررۃ فی القرآن الکریم
39	القصص غیر المتکررۃ فی القرآن الکریم
40	بیان التذکیر بالموت ومابعدہ
40	ذکر اشراط الساعۃ
41	بیان علم الاحکام
41	دور القرآن الکریم فی اصلاح الملۃ الحنیفیۃ المحرّفۃ
42	القرآن أجمل والسنۃ فصلت
42	التعریضات والاشارات التی تحتاج الی البیان
44	الباب الثانی فی بیان وجوہ الخفاء
44	بیان مواضع الصعوبۃ فی فھم الکلام
45	الفصل الاول فی شرح غریب القرآن
46	الفصل الثانی فی معرفۃ الناسخ والمنسوخ
46	النسخ عند المتقدمین
47	من "البقرۃ"
49	من "آل عمران"
50	من "النساء"

من "المائدہ"	51
من "الأنفال"	52
من "براءة"	52
من "سورة النور"	52
من "الاحزاب"	53
من "المجادلة"	54
من "سورة الممتحنة"	54
من "سورة المزمل"	54
الفصل الثالث فی معرفة اسباب النزول	55
اصطلاح "نزلت فی کذا" عند المتقدمین	55
بیان الأشیاء التی لیست من أسباب النزول	56
ماذا یجب علی المفسّر من باب أسباب النزول	56
دخول الاسرائیلیات فی التفسیر	57
التوسع فی اصطلاح "نزلت فی کذا" عند المتقدمین	57
أسلوب القرآن الکریم فی بیان جوانب الخیر والشر	57
عرض بعض الآیات فی صورة السؤال والجواب	59
فن التوجیه	60
أمثلة التوجیه	60
فوائد أسباب النزول وبیان المعتمد علیه فی هذا الباب	61
الفصل الرابع فی بقیة مباحث الباب	62
بقیة وجوہ الخفاء فی معانی نظم القرآن	62
الحذف و أمثاله	62

بیان حذف بعض اجزاء الجملۃ	64
التحقیق الدقیق فی کلمۃ "اذ"	65
حذف الجار من "ان" المصدریۃ	65
حذف جواب الشرط	65
الأبدال و أقسامہ	65
إبدال فعل بفعل	65
إبدال اسم باسم	66
إبدال حرف بحرف	67
إبدال جملۃ بجملۃ	68
إبدال التنکیر بالتعریف	68
إبدال التأنیث والتذکیر والأفراد بأضدادھا	69
إبدال التثنیۃ بالمفرد	69
إبدال الجزاء وجواب القسم بجملۃ مستقلۃ	69
إبدال الخطاب بالغیبۃ	70
إبدال الأخبار بالأنشاء وبالعکس	70
بیان التقدیم والتأخیر والتعلق بالبعید وماشابھھما	71
الزیادۃ فی الکلام	72
ان الواو قد تستعمل للاتصال	73
الدلائل علی استعمال الواو للاتصال	73
انتشار الضمائر وارادۃ المعنیین من کلمۃ واحدۃ	74
بیان کون اللفظ لمعان شتی	74
انتشار الآیات	75

الفصل الخامس	76
بيان المحكم والمتشابه والكناية	76
بيان تصوير للمعاني المعقولة بصورة المحسوس	76
بيان التعريض والمجاز العقلي	77
الباب الثالث في بديع اسلوب القرآن	78
الفصل الاول في تدوين القرآن وترتيبه	78
القرآن في عهد النبي صلى الله عليه وسلم	78
التدوين في عهد الخلفاء الراشدين وبيان تقسيم السور	79
بيان أسلوب سور القرآن الكريم في الابتداء والاختتام	79

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

الفوز الكبير في اصول التفسير

ترجمہ المولف

(مصنف کے حالات زندگی)

نام ونسب:

آپ کا نام احمد بن عبد الرحیم بن وحید الدین الفاروقی، لقب "شاہ ولی اللہ" ہے، آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ عَنۡہُ سے ملتا ہے اسی لیے آپ کو فاروقی بھی کہا جاتا ہے

ولادت:

آپ 4 شوال 1110 ہجری کو دہلی میں پیدا ہوئے اسی لیے آپ کو محدّثِ دہلوی بھی کہا جاتا ہے

تعلیم:

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کیا، علوم دینیہ کے ابتدائی علوم کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، آپ نے حجاز مقدس (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کی طرف سفر بھی کیا

اساتذہ:

1 والد محترم (شیخ عبد الرحیم)

2 شیخ افضل سیالکوٹی

3 شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی

انہی (شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی) سے آپ کو خلافت بھی حاصل تھی

شاگرد:

1 آپ کا بیٹا (شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی)

2 محمد بن محمد الحسینی مرتضی

3 شیخ محمد عاشق

تصنیفات:

1 الفوزالکبیر (یہ کتاب آپ نے فارسی میں لکھی)

2 فیوض الحرمین

3 القول الجمیل

4 المقدمۃ السنیّۃ

وفات:

آپ نے 1176 ہجری کو دہلی میں 66 سال کی عمر میں وصال فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المقدمہ الکتاب

اللہ پاک کی نعمتیں اِس کمزور بندے پر اتنی ہیں جو نا گنی جاسکتی ہیں اور نا شمار کی جاسکتی ہیں، سب سے بڑی نعمت قرآنِ کریم کے فہم (سمجھ بوجھ) کی نعمت ہے اور نبوت و رسالت والے (حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلم) کے احسانات امت کے اِس حقیر ترین بندے پر بہت زیادہ ہیں اور اُن میں سے بھی سب سے بڑا احسان فرقانِ کریم (قرآن مجید) کی تبلیغ ہے

نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلم نے پہلے زمانے والوں (صحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُم) کو قرآنِ پاک کی تلقین کی یعنی سیکھایا، انہوں نے اُسے دوسرے زمانے والوں (تابعین) تک پہنچایا یہاں تک کہ اس فقیر کا حصہ اس تک پہنچا اور ایسے ہی اس قرآنِ کریم کی روایات، معانی اور مفہوم کا حصہ بھی پہنچا

اے اللہ پاک! اپنے درودں میں سے سب سے افضل درود اور برکات اس کرم والے نبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلم پر بھیج جو ہمارے مددگار، شفیع ہیں اور آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلم کے اصحاب و اولاد (رَضِیَ اللہ عَنْہُم) اور امت کے تمام علمائے کرام پر بھی بھیج

برحمتک یاارحم الرحمین

حمد و ثناء کے بعد فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم عرض کرتا ہے کہ اللہ پاک نے مجھ فقیر پر قرآنِ پاک کے فہم کا دروازہ کھولا تو میں نے سوچا کے بعض مفید نکات جو اللہ پاک کے کلام (قرآن پاک) کو سمجھنے میں اہل علم اور اہل احباب کے کام آسکیں، انہیں ایک مختصر رسالے کے اندر جمع کروں، اللہ پاک کی بے انتہا عنایات سے امید ہے کہ صرف ان قواعد کو سمجھ لینے سے قرآنِ پاک کے معانی اور مقاصد کا راستہ کشادہ ہو جائے گا، قرآنِ پاک اور تفسیر کا مطالعہ کرنے والے طالبان علم اور مفسّرین (جو اس زمانے میں نہایت کم تعداد ہیں) سے درس لینے میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ بسر کردیں پھر بھی اس نظم و ضبط کے ساتھ انہیں اتنے فوائد اور نکات حاصل نہیں ہو سکتے

میں نے اپنے رسالے کا نام "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" رکھا ہے

وماتوفیق الا باللہ علیہ توکلت وھو حسبی ونعم الوکیل

سوال: الفوز الکبیر کے مقاصد کتنے ابواب پر مشتمل اور منحصر ہیں؟

جواب: الفوز الکبیر کے مقاصد پانچ ابواب پر مشتمل اور انہیں میں منحصر ہیں

1 الباب الأول:

سوال: الفوز الکبیر کا پہلا باب کس بارے میں ہے ؟

جواب: الفوز الکبیر کا پہلا باب علومِ خمسہ کے بارے میں ہے، وہ علومِ خمسہ جن کو قرآنِ پاک صراحت سے بیان کرتا ہے گویا قرآنِ پاک انہی پانچ علوم کے لیے نازل ہوا ہے

2 الباب الثانی:

سوال: دوسرے باب میں کس چیز کو بیان کیا گیا ہے ؟

جواب: دوسرے باب میں اہل زمانہ کے معیاری فکر و فہم کو مدّ نظر رکھتے ہوئے نظمِ قرآن میں غلطی اور خطا کے اسباب کی نشان دہی اور ان اسباب و وجوہِ خطا کے اِزالے کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے

3 الباب الثالث:

سوال: تیسرے باب میں کس چیز کو بیان کیا گیا ہے ؟

جواب: تیسرے باب میں قرآن کی تعلیم کے لطائف اور ان کے نادر (غریب) اور منفرد اسالیب (انداز) کی تشریح کی قوت اور امکان کو بیان کیا گیا ہے

4 الباب الرابع:

سوال: چوتھے باب میں کس چیز کو بیان کیا گیا ہے ؟

جواب: چوتھے باب میں تفسیر کے فنون اور تفسیر کے طریقہ کار کا بیان ہے، نیز تفاسیر صحابہ و تابعین رَضِیَ اللہ عَنۡھُم کے درمیان پائے جانے والے اختلافات کا علمی حل بیان کیا گیا ہے

5 الباب الخامس:

سوال: پانچویں باب میں کس چیز کو بیان کیا گیا ہے ؟

جواب: پانچویں باب میں قرآن کے مشکل اور غریب (کم پائے جانے والے) الفاظ کی شرح اور اسبابِ نزول کا بیان ہے کہ وہ اسباب جنہیں جاننا اور یاد رکھنا ہر مفسّر کے لیے ضروری ہے اور ان کے مکمل حفظ و احاطے کے بغیر قرآن کی تفسیر میں غور و فکر کرنا ممنوع اور ناجائز ہے

الباب الأول في العلوم الخمسة التي بينها القرآن العظيم بطريق التنصيص

سوال: قرآن پاک میں جتنے معانی بیان کیے گئے ہیں وہ کتنے علوم پر مشتمل ہیں؟

جواب: قرآن پاک میں جتنے معانی بیان کیے گئے میں وہ ان پانچ علوم پر مشتمل ہیں

1 علم الاحکام　2 علم المخاصمۃ　3 علم التذکیر بآلاء اللہ

4 علم التذکیر بایّام اللہ　5 علم التذکیر بالموت

وضاحت:

1 علم الأحکام:

علم الاحکام میں سے کچھ حکم واجب ہوتے ہیں، کچھ مندوب (اچھے) ہوتے ہیں، کچھ مباح ہوتے ہیں، کچھ مکروہ ہوتے ہیں اور کچھ حرام ہوتے ہیں

اور علم الاحکام میں سے بعض احکام عبادات کی قسم سے ہوتے ہیں، بعض معاملات کی قسم سے ہوتے ہیں، بعض احکام کا تعلق گھر کے کاموں سے ہوتا ہے، بعض احکامات کا تعلق شہر کے معاملات سے ہوتا ہے

سوال: علم الاحکام کی تفصیل کس کے سپرد کی گئی ہے؟ جواب: علم الاحکام کی تفصیل فقہی کے سپرد کی گئی ہے

2 علم المخاصمۃ والردّ علی الفرق الضالۃ الأربع:

جھگڑا کرنے اور چار گمراہ فرقوں یعنی یہود، نصاری، مشرکین اور منافقین کو جواب دینے کا علم

سوال: علم المخاصمہ کو کھول کر بیان کرنا کس کے سپرد کیا گیا ہے؟

جواب: علم المخاصمہ کو کھول کر بیان کرنا متکلمین علماء (علمِ عقائد اور علمِ کلام جاننے والوں) کے سپرد کیا گیا ہے

3 علم التذکیر بآلاء اللہ:

زمین وآسمان کی پیدائش کے بیان میں سے اللہ پاک کی نشانیوں کو یاد دلانے کا علم، بندوں کی طرف وہ الہام کرنے کا علم جو ان کے مناسب ہے اور اللہ پاک کی صفاتِ کاملہ کے بیان کا علم

4 علم التذکیر بأیام اللہ:

اللہ پاک کے دِنوں کو یاد دلانے کا علم یعنی ان واقعات کو بیان کرنا جو اللہ پاک نے اپنے اطاعت کرنے والوں پر انعام کرنے کی جنس سے ظاہر فرمائے اور مجرمین پر عذاب کرنے کی جنس سے ظاہر فرمائے

5 علم التذکیر بالموت:

موت کو اور اس کے بعد کے معاملات یعنی حشر و نشر حساب، میزان، جنت اور دوزخ کو یاد دلانے کا علم

اسلوب القرآن الکریم في عرض العلوم القرآنية:

سوال: قرآنِ کریم کے علوم خمسہ کس کے اسلوب پر ہے؟

جواب: قرآن کریم کے علومِ خمسہ کا انداز اہل عرب کے پرانے اسلوب پر ہے نا کہ بعد کے علماء کرام کے علمی طرز پر یہی وجہ ہے کہ آیاتِ احکام میں نہ اہل فقہ کی طرز پر اختصار کا اہتمام ہے اور نا ہی اہل اصول کے طریقے پر غیر ضروری قیودات کا اہتمام کیا گیا ہے

سوال: آیاتِ مخاصمہ میں اللہ پاک نے کس کے ذریعے کونسا اسلوب اختیار فرمایا ہے؟

جواب: آیاتِ مخاصمہ میں اللہ نے مسلمات مشہورہ (مشہور قوائد) اور مفید خطاب کے ذریعے منکرین کو باطل قرار دینے کا اسلوب اختیار فرمایا ہے، منطقیوں کی طرح پیچیدہ اور طویل دلائل پیش نہیں کیے گئے

سوال: قرآنِ کریم میں ایک مقصد سے دوسرے مقصد کی طرف منتقلی کس بنیاد پر ہے؟

جواب: قرآنِ کریم میں ایک مقصد سے دوسرے مقصد کی طرف منتقلی آیات کی مناسبت کی بنیاد پر ہے، قرآن کریم میں متأخرین کے قاعدوں کی کوئی رعایت نہیں دی گئی، اللہ پاک نے بندوں کی ہدایت کے لیے جو بات جہاں مناسب سمجھی اسے بغیر کسی خاص ترتیب کے وقتاً فوقتاً بیان کر دیا

مقاصد نزول القرآن الکریم:

سوال: مفسّرین آیاتِ مخاصمہ اور آیاتِ احکام کا کس سے اور کیوں ربط قائم کرتے ہیں؟

جواب: مفسّرین کرام آیاتِ مخاصمہ اور آیاتِ احکام میں سے ہر آیت کا ایک قصے (واقعے) سے یہ گمان کرتے ہوئے ربط قائم کرتے ہیں کہ وہ قصہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب ہے

سوال: نزولِ قرآن کا مقصودِ اصلی بیان کریں

جواب: نزولِ قرآن کا مقصودِ اصلی (اصل مقصد) انسانی طبیعتوں کو تہذیب سکھانا، باطل عقائد کو ثابت کرنا اور بُرے اعمال کا رد کرنا ہے

سوال: آیاتِ مخاصمہ کے نازل ہونے کا سبب بیان کریں

جواب: مکلّفین (شریعت کے پابند لوگوں) میں بُرے عقائد کا پایا جانا آیاتِ مخاصمہ کے نزول کا سبب ہے

سوال: آیاتِ احکام کے نازل ہونے کا سبب بیان کریں

جواب: مکلّفین (شریعت کے پابند لوگوں) میں بُرے اعمال اور ظلم وزیادتیوں کا پایا جانا آیاتِ احکام کے نازل ہونے کا سبب ہے

سوال: آیاتِ تذکیر کے نزول کا سبب بیان کریں

جواب: مکلّفین (شریعت کے پابند لوگوں) کا اللہ پاک کی نشانیوں، اللہ پاک کے ایام (دنوں)، موت اور اس کے بعد کے واقعات سے بیدار نہ ہونا آیاتِ تذکیر کے نزول کا سبب ہے

سوال: علماء کرام نے چھوٹے واقعات اور جزئیات کو بیان کرنے میں جو مشقت اٹھائی کیا انہیں قرآنِ کریم کو سمجھنے میں دخل ہے؟

جواب: علماء کرام نے چھوٹے واقعات اور جزئیات کو بیان کرنے میں جو مشقت اٹھائی ہے ان واقعات کو قرآنِ کریم سمجھنے میں کوئی دخل نہیں لیکن بعض اُن آیات میں دخل ہے جہاں کسی ایسے واقعہ کے لیے آیت کو بطور تعریض (اشارے کے طور پر) پیش کیا جائے جو حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں یا اس سے پہلے پایا گیا ہو

الفصل الاول في علم المخاصمة

سوال: قرآنِ کریم میں جو مخاصمہ (جھگڑا / مکالمہ) واقع ہوا وہ کتنے گروہوں کے ساتھ ہوا؟

جواب: قرآنِ کریم میں جو مخاصمہ (جھگڑا / مکالمہ) واقع ہوا وہ چار گمراہ فرقوں یعنی مشرکین، یہود، نصاری اور منافقین کے ساتھ ہوا

سوال: قرآنِ کریم میں چار گمراہ فرقوں کے ساتھ جو مخاصمہ ہوا اس کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: قرآنِ کریم میں چار گمراہ فرقوں کے ساتھ جو مخاصمہ ہوا اس کی دو اقسام ہیں

1 بُرے عقیدے کو اس کی برائی کے ساتھ کھلم کھلا بیان کرنا اور پھر اس کا رد کرنا

2 اُن چار گمراہ فرقوں کے شبہات کو ثابت کرنا اور ساتھ ہی ان کے شبہات کے حل کو دلائل برھانیہ (یقینی دلائل) یا دلائل خطابیہ کے ساتھ ذکر کرنا

ذکر المشرکین:

سوال: مشرین خود کو کیا کہتے تھے؟

جواب: مشرکین خود کو حنفاء (ہر باطل سے جدا) کہتے تھے اور یہ ملتِ ابراہیمی کو دین بنانے کا دعوہ کرنے والے تھے

سوال: مشرکین خود کو حنیف کیوں کہتے تھے؟

جواب: مشرکین خود کو حنیف اس لیے کہتے تھے کیونکہ یہ ملتِ ابراہیمی کو دین بنانے کا دعوہ کرتے تھے اور ملتِ ابراہیمی کو دین بنانے کا دعوہ کرنے والے اور دینِ ابراہیمی کی علامات کو اپنانے والے کو حنیف کہتے ہے

شعائرملۃالابراھیمیۃ:

سوال: ملتِ ابراہیمی کی علامات بیان کریں

جواب: ملت ابراہیمی کی چند علامات درج ذیل ہیں

- بیت الحرام (خانہ کعبہ) کا حج کرنا
- نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا
- غسل جنابت کرنا
- ختنہ کرنا
- فطرت کی ساری عادات [1]

شرائعھا:

سوال: ملتِ ابراہیمی کے چند احکامات بیان کریں

جواب: ملتِ ابراہیمی کے چند احکامات درج ذیل ہیں

- وضو کرنا
- نماز پڑھنا
- صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک روزہ رکھنا
- یتیموں اور مسکینوں پر صدقہ کرنا
- آفات و مصائب میں یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا اور صلہ رحمی کرنا

یہ تمام کام ملتِ ابراہیمی میں مشروع تھے جن کی تعریف اہل ملتِ ابراہیمی کے درمیان ہوا کرتی تھی جبکہ جمہور مشرکین یہ چیزیں چھوڑ چکے تھے اور ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ گویا ان کاموں کا اُن کے درمیان کبھی کوئی وجود ہی نہیں تھا

---

[1] حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا سے روایت ہے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: فطرت کے دس امور (کام) ہیں

1 مونچھیں پست کرنا 2 داڑھی چھوڑنا 3 مسواک کرنا 4 ناک میں پانی ڈالنا 5 ناخن تراشنا

6 جوڑوں کو دھونا 7 بغلوں کے بال صاف کرنا 8 زیرِ ناف بال صاف کرنا

9 پانی سے اچھی طرح استنجا کرنا 10 نافع کہتے ہیں وکیل نے فرمایا کہ دسویں چیز میں بھول گیا شاید کلّی کرنا

سوال: ملتِ ابراہیمی میں کونسی چیزیں حرام تھی؟

جواب: ملتِ ابراہیمی میں قتل، چوری، زنا، سود اور غصب حرام تھا، ان کاموں کے کرنے کو اہل ملتِ ابراہیمی بہت بُرا سمجھتے تھے لیکن جمہور مشرکین یہ کام کیا کرتے اور نفسِ امّارہ کی غلامی بھی کیا کرتے تھے

عقائد المشرکین:

سوال: اہل ملتِ ابراہیمی اور مشرکین کے عقائد بیان کریں

جواب: اہل ملتِ ابراہیمی کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ پاک ہے، وہ آسمان و زمین کا خالق ہے، وہ ہی حوادثات (معاملات) کی تدبیر کرنے والا، رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجنے والا اور بندوں کے اعمال پر جزاو سزا کی قدرت رکھنے والا ہے، جو حوادثات واقع ہوتے ہیں وہ پہلے ہی سے ان کا فیصلہ فرما چکا ہے

☆ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ پاک کے مقرّب بندے اور تعظیم کے مستحق ہیں ان کے یہ عقائد ثابت شدہ تھے جن کا ثبوت ان کے اشعار سے بھی ملتا ہے لیکن جمہور مشرکین ان عقائد کے بارے میں بہت سے شبہات میں مبتلا تھے، جس کا سبب یہ تھا کہ وہ انہیں ناممکن سمجھتے تھے

ضلالات المشرکین:

سوال: مشرکین کی چند گمراہیاں بیان کریں

جواب: مشرکین کی چند گمراہیاں درج ذیل ہیں

- شرک
- تشبیہ
- تحریف
- آخرت کا انکار
- حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کو ناممکن جاننا
- عام قبیحہ کا عموم
- ظلم و ستم کا عموم
- باطل مذہبی رسومات کی ابتداء
- عبادتوں کا ختم ہو جانا

تفصیل ضلالاتھم:

الشرک:

سوال: شرک کسے کہتے ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ مشرکین کس طرح شرک کرتے تھے؟

جواب: اللہ پاک کی صفاتِ خاصہ (جو اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے) میں سے کوئی صفت غیر اللہ کے لیے ماننا شرک ہے

مثلاً: عالم میں اس ارادے کے ساتھ تصرّف (تبدیلی) کرنا جو "کن فیکون" سے کیا جاتا ہے یا غیر اللہ کے لیے اُس علم ذاتی کو ماننا جو حواس خمسہ (دیکھنے، سننے، چھونے، سونگھنے، چکھنے)، عقل کی دلیل، سونے، نیند اور الہام کے ذریعے نا ہو، یا مریض کو خود ذاتی طور پر شفاء دینا یا کسی شخص پر ایسی لعن طعن کرنا جس کے سبب اس پر رزق تنگ ہو جائے یا وہ بیمار ہو جائے یا بد بخت ہو جائے یا کسی شخص پر ایسی رحمت و مہربانی کرنا جس کے ذریعے اس شخص پر رزق وسیع ہو جائے یا وہ تندرست ہو جائے یا نیک بخت ہو جائے

☆ مشرکین جواہر کی تخلیق اور بڑے معاملات کی تدبیر میں کسی کو اللہ پاک کا شریک نہیں مانتے تھے اور اللہ پاک کے مقابلے میں کسی کے لیے جھگڑے پر قدرت کو ثابت نہیں کرتے تھے، البتہ بعض وہ خاص کام جو بندوں کے ساتھ خاص ہے میں اللہ پاک کو شریک کر دیتے اور یہ گمان کرتے تھے کہ جس طرح بڑی قدرت رکھنے والا بادشاہ اپنے خاص خادموں کو اپنی رعایا کے ارد گرد کی طرف بھیجتا ہے اور انہیں امور جزئیہ (چند کاموں) میں تصرّف (تبدیلی کی اجازت) دے کر بھیجتا ہے کہ وہ خاص خادم رعایا (عوام) میں بادشاہ کے احکام صادر کریں پھر بادشاہ ان بعض کاموں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور وہاں کے بندوں کے کام ان خاص خادموں کے سپرد کر دیتا ہے اور ان بندوں کے متعلق ان خادموں کی سفارش قبول کرتا ہے

اسی طرح مشرکین یہ گمان کرتے تھے کہ بادشاہِ حقیقی (اللہ پاک) بھی اس قدرت والے بادشاہ کی طرح ہے کہ اس نے اپنے بعض بندوں کو الوہیت کا لباس پہنا کر لوگوں میں بھیجا اور ان کی خوشی و ناراضی دوسرے بندوں (عوام) پر اثر انداز ہوتی ہے

پھر یہ کافر کہتے کہ کچھ بندگانِ خاص کا تقرب پائیں تا کہ ان خاص بندوں کے ذریعہ اللہ پاک کی رضا اور قرب حاصل کر لیں اور ان کے روز مرّہ کے کاموں میں ان خاص بندوں کی سفارش کو قبول کر لیا جائے

پھر وہ ان مخصوص بندوں کے اللہ پاک سے خاص قرب کی وجہ سے اپنے طور پر ان کو سجدہ کرنے کو، ان کے لیے جانور ذبح کرنے کو، ان کی قسمیں اٹھانے کو، کن فیکون کی قدرت سے ان کی مدد مانگنے کو اور ان کی شکل و صورت سے ملتی جلتی مورتیاں بنانے کو جائز سمجھتے تھے

مشرکین نے پتھر اور پیتل تراش کر ان کی تصویریں بنا کر ان تصویروں کو ان کی ارواح کی طرف متوجہ ہونے کا مرکز بنالیا

یہاں تک کہ جاہل لوگ یہ اعتقاد (یقین) رکھنے لگے کے یہ تصویریں (معاذ اللہ) خود خدا ہے اس وجہ سے بڑا نقصان ہو جاتا

التشبیہ:

سوال: تشبیہ کسے کہتے ہے؟ نیز مشرکین اس بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب: صفاتِ بشریہ (بندوں کے ساتھ خاص صفات) کو اللہ پاک کے لیے ثابت کرنے کو تشبیہ کہتے ہے

مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے اللہ پاک کی بیٹیاں ہیں، اللہ پاک اپنے بندوں کی شفاعت کو قبول کرتا ہے اگرچہ وہ خود اس پر راضی نا ہو جیسا کہ بادشاہ بڑے وزراء کی طرف نسبت کرتے ہوئے ایسا ایسا کرتے ہیں، وہ مشرکین اللہ پاک کے علم کو دیکھنے اور سننے کو سمجھ نا سکے جو کہ جناب الوہیت کے لائق ہے تو انہوں نے اسے اپنے علم، دیکھنے اور سننے پر قیاس کیا

پھر (معاذاللہ) اللہ پاک کے لیے جسم اور مکان کا عقیدہ رکھنے کی گمراہی میں مبتلا ہو گئے

بیان التعریف:

سوال: اولادِ اسماعیل کس کی شریعت پر عمل پیرا تھے؟

جواب: اولادِ اسماعیل اپنے جدّ اعلی (حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام) کی شریعت پر عمل پیرا تھے

سوال: اولادِ اسماعیل میں بت پرستی کس نے شروع کی؟

جواب: اولادِ اسماعیل میں عمرو بن لحي بت لے کر آیا اور ان سے بتوں کی عبادت شروع کروائی اور ان بتوں کے نام بھی رکھے

جیسے: بحیرۃ 1، سائبہ 2، حام 3، استقسام بالأزلام 4

اور اس جیسی اور چیزیں

یہ واقعہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبعوث ہونے سے تقریباً 300 سال پہلے کا ہے، سارے جہلاء اپنے آباء کے اِس راستے پر چلنے کو دلیل بناتے اور اسے دلائل قطعیہ (مضبوط دلائل) میں شامل کرتے تھے

---

1 بحیرہ: وہ اونٹنی جس کے ہاں پانچواں مذکر ہوتا پھر اس کے کان میں سوراخ کر دیا جاتا اور اس کے بعد نا ہی اس پر سواری کی جاتی ہیں نا ذبح کیا جاتا بلکہ وہ اسے اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیتے

2 سائبہ: جب کوئی شخص سفر پر جاتا تو لوگ یہ منت مان دیتے کے اگر یہ واپس آیا تو ہم اس جانور کو شکرانے کے طور پر چھوڑ دے گے

3 حام: وہ جانور جس سے دس بار پیٹ لیا جاتا پھر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس پر سواری وغیرہ نہ کی جاتی

4 استقسام بالأزلام: اولادِ اسماعیل پرچیوں پر نام لکھ کر اس پر تیر مار کر اپنا حصہ معلوم کرتے

بیان انکار المعاد:

سوال: کیا پہلے انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حشر و نشر کو بیان کیا؟

جواب: جی ہاں! پہلے انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حشر و نشر کو بیان کیا لیکن یہ بہت زیادہ واضح اور تفصیل کے ساتھ نہیں تھا ویسے ہی جیسے قرآنِ پاک نے ان کو اجمالاً بیان کیا اس لیے مشرکین کی ایک جماعت اس سے زیادہ مطلع نا ہوئی جس کی وجہ سے وہ اسے بعید (ناممکن) جاننے لگیں

بیان استبعاد رسالۃ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم:

سوال: مشرکین انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کن چیزوں پر تشویش میں مبتلا تھے؟

جواب: مشرکین اگرچہ حضرت ابراہیم واسماعیل عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بلکہ حضرت موسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کی نبوت کا اعتراف کرتے تھے لیکن بشری صفات جو کہ انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے جمال باکمال کا حجاب ہے، نے ان کو تشویش اور شک میں مبتلا کر دیا مشرکین انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مبعوث کیے جانے کی حکمت میں تدبیر الٰہی کی حقیقت کو سمجھ نا سکے تو رسالت کو محال کہنے لگے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ رسول اور مرسل (اللہ پاک) کے درمیان مماثلت ہونی چاہیے

اس کے نتیجے میں وہ فضول شبہات وارد کرنے لگے

جیسا کہ انہوں نے کہا: یہ کھانے اور پینے کے کیسے محتاج ہے حالانکہ یہ انبیاء ہیں؟ اللہ پاک نے فرشتوں کو کیوں نا بھیجا؟ اللہ پاک نے ہر انسان پر علیحدہ علیحدہ وحی کیوں نازل نا کی اور اس طرح کی اور باتیں

توضیح احوال المشرکین بالمثال:

سوال: مصنف نے کن لوگوں کے ذریعے مشرکین کی مثال بیان کی اور ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: مصنف نے محترفین اور جاہلوں کے ذریعے مشرکین کی مثال کو بیان کیا اور یوں فرمایا کہ "اگر کسی کو مشرکین کے احوال، عقائد اور اعمال کے بارے میں تردد ہو تو اسے محترفین (پیشہ واروں) اور اہل زمانہ میں سے جاہلوں کی حالت کو دیکھنا چاہیے

☆ بالخصوص دار السلام کے آس پاس ٹھرے ہوئے لوگوں کو دیکھنا چاہیے

سوال: دار السلام کے آس پاس ٹھہرے ہوئے لوگ کیا اعتقاد اور خیال رکھتے تھے؟

جواب: دار السلام کے آس پاس ٹھہرے ہوئے لوگ پہلے زمانے کے اولیاء کرام کو مانتے تھے لیکن وہ اس دور میں اولیاء کرام کے وجود

کو ناممکن مانتے تھے، یہ لوگ پہلے زمانے کے اولیاء کی قبروں اور آستانوں پر جاتے تھے اور مشرکانہ اعمال کے مرتکب ہو جاتے تھے ان کے اندر تشبیہ و تحریف کی راہ نکلنے لگی اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحیح فرمان کہ **"تم اپنے سے پہلوں کے طریقے کو اپنالو گے"** کے مطابق ہمارے زمانے کا ایک گروہ ان خرابیوں میں پڑ گیا ہے اور ان جیسے اعتقادات کا مرتکب ہو گیا ہے

سوال: اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کونسا دین قائم کرنے کا حکم دیا؟

جواب: اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عرب میں مبعوث فرمایا اور انہیں دینِ حنیف (ملتِ ابراہیمی) کو قائم کرنے کا حکم دیا

سوال: قرآنِ پاک میں کن لوگوں سے جھگڑا کیا گیا اور ان کو کیسے پکڑا گیا ؟

جواب: قرآنِ پاک میں مشرکین اور منکرین سے جھگڑا کیا گیا اور اس جھگڑے میں ان کو ایسے دلائل کے ساتھ پکڑا گیا جو ملتِ ابراہیمی کے آثار و باقیات تھے تاکہ ان پر جواب غالب ہو اور حق واضح ہو جائے

جواب الاشرک:

سوال: مشرکین کے شرک کو رد کرتے ہوئے کتاب میں ان کو کتنے اور کون کونسے جوابات دیئے گئے؟

جواب: مشرکین کے شرک کو رد کرتے ہوئے انہیں چار جوابات دیئے گئے اور وہ یہ ہیں

1 مشرکین سے ان کے اس عقیدے کے متعلق دلیل طلب کی اور ان کے اپنے آباء واجداد کی تقلید کرنے کی دلیل کو توڑا گیا اور اس کو ناقبول قرار دیا گیا

2 جن بندوں کی یہ مشرکین عبادت کرتے ہیں ان بندوں اور اللہ پاک کے درمیان برابری نا ہونے کی وجہ سے اللہ پاک کے تعظیم کے سب سے اونچے درجے پر خاص ہونے کو بیان کیا گیا برخلاف ان بندوں کے

3 اللہ پاک کے ایک معبود ہونے پر تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اجماع کو بیان کیا گیا

(وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو (الانبیاء:25)

4 بتوں کی عبادت کی بُرائی کو بیان کیا گیا اور اس حقیقت کو بیان کیا گیا کہ یہ پتھر اور مورتیاں انسانی کمالات سے بھی قاصر ہیں اور انسانی درجات ان سے افضل ہیں تو پھر یہ پتھر اللہ پاک کے درجے کو کیسے پہنچ سکتے ہیں؟

☆ یہ جواب اُن مشرکین کو دیا گیا جو بتوں کو ان کی ذات کے اعتبار سے معبود مانتے تھے

جواب التشبیہ:

سوال: مشرکین کی تشبیہ کو رد کرتے ہوئے انہیں کتنے جوابات دیئے گئے ؟

جواب: مشرکین کی تشبیہ (بشری صفات کو اللہ پاک کے لیے ثابت کرنے) کو رد کرتے ہوئے انہیں تین جوابات دیے گئے اور وہ یہ ہیں

1 مشرکین سے ان کے اس عقیدے کے متعلق دلیل طلب کی گئی اور ان کے اپنے آباؤ واجداد کی تقلید کرنے کی دلیل کو توڑا گیا اور اسے ناقابل قبول قرار دیا گیا

2 باپ اور بیٹے کے درمیان ہم جنس ہونے کی ضرورت کو بیان کیا گیا جو یہاں مفقود (غیر موجود) تھی

3 جو چیز ان کے اپنے نزدیک ناپسند یا بُری ہے اس کو اللہ پاک کے لیے ثابت کرنے کی برائی کو بیان کیا گیا

(اَلِرَبِّکَ الْبَنٰتُ وَلَھُمُ الْبَنُوْنَ)

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کیلئے بیٹے ہیں؟ (الصافات:149)

☆ یہ جواب ان لوگوں کو دیا گیا جنہوں نے مشہور مقدمات اور شریعت کے متعلق بے بنیاد وہم بنا لیے تھے اور مشرکین میں سے اکثر ایسے ہی تھے

جواب التعریف:

سوال: مشرکین کی تحریف پر انہیں کیا جواب دیا گیا؟

جواب: مشرکین کی تحریف پر انہیں جواب دیتے ہوئے دین کے اماموں سے منقول نا ہونے کو بیان کیا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ یہ ساری باتیں ان لوگوں کی ایجاد و بدعات ہیں جو معصوم نہیں ہیں

جواب استبعاد الحشر والنشر:

سوال: حشر و نشر کو محال ماننے والوں کو کیا جواب دیا گیا؟

جواب: حشر و نشر کو محال ماننے والوں کو دو جوابات دیئے گئے

1 زمین کے زندہ ہونے اور اس جیسی اور چیزوں (مثلاً: آسمان زمین کی تخلیق) کے زندہ ہونے پر قیاس کیا گیا اس طرز و طریقے کی اصلاح کی گئی جو قدرت کو شامل اور لوٹائے جانے کو ممکن بنانے والی ہے

2 آسمانی کتابوں کے تمام ماننے والوں کے حشر و نشر کے بر حق ہونے کی خبر دینے میں موافقت (متفق ہونے) کو بیان کیا گیا

جواب استبعاد ارسال الرسل:

سوال: حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بھیجے جانے کو محال ماننے والوں کو کتنے اور کون کونسے جوابات دیے گئے؟

جواب: حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بھیجے جانے کو محال ماننے والوں کو تین جوابات دیئے گئے اور وہ یہ ہیں

1 پہلی امتوں میں رسولوں کے بھیجے جانے کو بیان کیا گیا

(وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (النحل:43)

(وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًاؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ) (الرعد:43)

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافر کہتے ہیں: تم رسول نہیں ہو تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور ہر وہ آدمی گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے

2 اس استبعاد (محال جاننے) کو دور کرنے کے لیے یہ واضح کیا کہ یہاں رسالت سے مراد وحی ہے

(قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ)

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: میں (ظاہراً) تمہاری طرح ایک بشر ہوں مجھے وحی آتی ہے (الکھف:110)

اور وحی کی ایسی تفسیر کی گئی جو محالات میں سے نا ہو

(وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ)

ترجمہ کنزالعرفان: اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا (یوں کہ وہ آدمی عظمت کے) پردے کے پیچھے ہو یا (یہ کہ) اللہ کوئی فرشتہ بھیجے تو وہ فرشتہ اس کے حکم سے وحی پہنچائے جو اللہ چاہے بیشک وہ بلندی والا، حکمت والا ہے (الشوریٰ:51)

3 معجزات کے ظاہر نا ہونے کو بیان کیا گیا یعنی مشرکین کی طرف سے ان کے کسی متعیّن اور نامزد شخص کو رسول بنانے، فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجنے، ہر شخص کے پاس علیحدہ علیحدہ وحی آنے کی خواہشات و مطالبات کے مطابق اللہ پاک کی طرف سے معجزات ظاہر نہ ہونے اور ان کی ایسی باتیں نا ماننے میں حکمت چھپی ہوئی ہے جس کو سمجھنے سے ان کا علم اور فہم قاصر ہے

سبب تکرار المضامین:

سوال: اللہ پاک نے قرآنِ پاک کی متعدد سورتوں میں مختلف مضامین کو متعدد طریقوں اور تاکیدوں کے ساتھ کیوں بیان کیا؟

جواب: اللہ پاک نے جن لوگوں کی طرف رسول (حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) بھیجے ان کے اکثر لوگ مشرک تھے تو اللہ پاک نے مختلف

مضامین کو متعدد سورتوں میں متعدد طریقوں اور تاکیدوں سے واضح کیا اور اللہ پاک ان کو متعدد مرتبہ نازل کرنے سے نار کا کیونکہ ایسا ہی مناسب تھا کہ حکیم مطلق (اللہ پاک) ان جاہلوں، پاگلوں سے انہی تاکیدوں اور تکراروں کے ساتھ خطاب وکلام کرتا

(ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ)

ترجمہ: یہ زبردست، علم والے کا مقرر کیا ہوا انداز ہے (الانعام:96)

ذکر الیھود:

سوال: یہودی کس کتاب پر ایمان رکھتے تھے؟

جواب: یہودی تورات پر ایمان رکھتے تھے

سوال: یہودیوں کی گمراہیاں بیان کریں

جواب: یہودیوں کی چند گمراہیاں درج ذیل ہیں

- تورات کے احکام کو لفظی و معنوی طور پر بدلنا
- تورات کی آیات کو چھپانا
- تورات کے ساتھ اپنی طرف سے جھوٹ گڑھتے ہوئے جو چیز تورات میں نہیں اس کو ملا دینا
- تورات کے احکام کو نافذ کرنے میں سستی کرنا
- اپنے مذہب کی بے جا حمایت میں مبالغہ کرنا
- ہمارے نبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کو ناممکن ماننا
- نبی پاک کی طرف بے ادبی اور طعن کی نسبت کرنا، بلکہ اللہ پاک کی طرف بے ادبی کی نسبت کرنا
- بُخل (کنجوسی) اور لالچ میں مبتلا ہونا

اور اس جیسی اور چیزیں

بیان تحریف احکام التوراۃ:

سوال: کیا یہودی تورات میں تحریف لفظی کرتے تھے؟

جواب: میرے (صاحب کتاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے) نزدیک حق بات یہ ہے کہ یہودی تورات کے ترجمہ و تفسیر میں تحریفِ لفظی کے مرتکب ہوتے تھے نا کہ اصل تورات [1] اور یہی ابن عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُ کا مذہب ہیں [2]

سوال: تحریف معنوی کسے کہتے ہے؟

جواب: آیات کی فاسد تاویل کرنے، آیت کو اس کے غیر معنی پر محمول کرتے ہوئے فیصلہ کرنے میں تحکم (سینہ زوری) اور سیدھی راہ سے ہٹنے کو تعریف معنوی کہتے ہیں

بعض الصور للتحریف المعنوی:

1 فمن جملۃ تخصیص العام بدون الدلیل:

سوال: اللہ پاک نے ہر دین میں کن کن لوگوں کے درمیان فرق بیان فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے ہر دین میں متدیّنین (دین دار فاسق) اور کھلے کافروں کے درمیان فرق بیان فرمایا، متدیّنین کے لیے دردناک

---

1 یعنی وہ تورات کے الفاظ و کلمات میں تحریف (تبدیلی) نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے ترجمے اور تفسیر میں تحریف کرتے تھے یہ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا مذہب ہے

جبکہ جمہور علماء کرام کا یہ مذہب ہے کہ وہ تورات کے الفاظ اور کلمات میں بھی تحریف کرتے تھے اگرچہ تحریف کے کم یا زیادہ ہونے میں اختلاف ہے اور ان کے دلائل میں کئی آیات قرآنیہ شامل ہیں مثلاً: (مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ)

ترجمہ کنزالعرفان: یہودیوں میں کچھ وہ ہیں جو کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں (النساء:46)

2 حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے اس کے خلاف قول ثابت ہے اس طور پر کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کیسے سوال کرتے ہو جبکہ تمہاری کتاب اللہ نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہوئی ہے، خدا کی تازہ ترین خبر ہے، تم نے اسے بہت زیادہ پڑھا ہے، اور خدا نے تمہیں خبر دی ہے کہ اہل کتاب نے وہ سب بدل دیا جو کچھ خدا نے لکھا ہے اور اپنے ہاتھوں سے یہ کہہ کر تبدیل کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے، تا کہ اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیں کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے وہ تمہیں ان سے پوچھنے سے نہیں روکتا؟

عذاب اور کھلے کافروں کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے

فاسق لوگوں کو انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی شفاعت کے ذریعے آگ سے نکلنے کو جائز قرار دیا گیا ہے یہ واضح حکم ہر مذہب کے ماننے والوں کے لیے وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے

تورات میں یہودیوں اور عبرانیوں کے لیے، انجیل میں نصرانیوں (عیسائیوں) کے لیے اور قرآن پاک میں مسلمانوں کے لیے یہ حکم ثابت ہے

سوال: اس حکم (دردناک عذاب کے بعد نجات اور شفاعت) کا دارومدار کس پر ہے؟

جواب: اس حکم (دردناک عذاب کے بعد نجات اور شفاعت) کا مدار اللہ پاک اور آخرت کے دن پر ایمان لانے، اس نبی عَلَیْهِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی پیروی کرنے پر ہے جو ان میں مبعوث فرمائے گئے، دین کے کاموں پر عمل کرنے اور منع کیے ہوئے کاموں سے باز (بچے) رہنے پر ہے، یہ حکم کسی ایک گروہ کے لیے خاص نہیں جو گروہ بھی اس پر عمل کرے گا کامیاب ہو جائے گا

سوال: یہودیوں نے اپنے اور عبرانیوں کے بارے میں کیا گمان کیا؟

جواب: یہودیوں نے اپنے اور عبرانیوں کے بارے میں یہ گمان کیا کہ یہ دونوں گروہ جنت میں داخل ہونگے اور انہیں انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی شفاعت نفع دے گی

(وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً)

ترجمہ: اور بولے ہمیں تو آگ ہر گز نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن (البقرہ:80)

اگرچہ ان کے لیے مذکورہ حکم ثابت نہ ہو، وہ اللہ پاک پر صحیح طریقے سے ایمان نہ رکھتے ہوں، نا ہی آخرت اور اپنے اس نبی عَلَیْهِ السَّلَام پر ایمان کا کچھ حصہ رکھتے ہوں جنہیں ان کی طرف بھیجا گیا، یہود کا یہ گمان بالکل غلط اور خالص جہالت ہے

☆ قرآنِ پاک جو کہ پچھلی کتابوں کا محافظ ہے اور ان مقامات کو بیان کرنے والا ہے جن میں شک و شبہ ہے اور ان پردوں کو مکمل طور پر ہٹانے والا ہے اس میں اللہ پاک نے یہود کے اسی فاسد خیال کے بارے میں فرمایا:

(بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓــٴَـتُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ)

ترجمہ کنزالعرفان: کیوں نہیں، جس نے گناہ کمایا اور اس کی خطا نے اس کا گھیراؤ کر لیا تو وہی لوگ جہنمی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (البقرہ:81)

سوال: اللہ پاک نے ہر دین میں کیسے احکام بیان فرمائے اور احکام شرع بیان کرنے میں کس چیز کو اختیار فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے ہر دین میں ایسے احکام بیان فرمائے جو اس زمانے کی مصلحتوں کے مطابق ہو اور احکام شرع کو بیان کرنے میں اللہ پاک نے قوم کی اچھی عادات اور روایات کو اختیار فرمایا اور اس قوم کو ان شرعی احکام پر یقین و عمل کرتے رہنے اور حق کے انہی احکام میں منحصر سمجھنے کا حکم بھی دیا اس لیے کہ حق اسی ملت میں ہے

سوال: حق کے اسی ملت میں محصور رہنے سے کیا مراد ہے ؟

جواب: حق کے اسی ملت میں محصور رہنے سے یہ مراد ہے کہ اس زمانے اور وقت کے اندر حق اسی ملت میں مقید ہے، یہ ہمشیگی کا حکم ظاہری ہے نا کہ حقیقی یعنی یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک دوسرا نبی نہیں آئے گا، اور اس کی رسالت کا پردہ نہیں اٹھے گا

سوال: یہودیوں نے ہیشگی کے حکم کو کس پر محمول کیا؟

جواب: یہودیوں نے ہیشگی کے حکم کو اس بات پر محمول کر لیا کہ یہودیت کا منسوخ ہونا محال ہے اور (حضرت یعقوب عَلَيۡهِ ٱلسَّلَام کی اسی دین پر قائم رہنے کی) وصیت کا یہ معنی مراد لیا کہ حقیقت میں اس ملت کو اختیار کیے رکھنا

لیکن اصل وصیت یہ تھی کہ اللہ پر ایمان لائیں اور نیک اعمال پر قائم رہیں، اس سے خود یہ ملتِ یہود مراد نہیں کہ ہمیشہ کے لیے وہ قائم اور باقی رہے گی اور یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ یعقوب عَلَيۡهِ السَّلَام نے یہ وصیت کی کہ یہودیت کو نا چھوڑنا

سوال: اللہ پاک نے انبیاء کرام عَلَيۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے تابعین کو اور منکرینِ ملت کو کن القاب سے پکارا؟ نیز یہ بھی بتائیے کہ یہود نے احباء اور ابناء سے کیا گمان کیا؟

جواب: اللہ پاک نے انبیاء کرام عَلَيۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے تابعین کو مقربین اور محبوبین کے لقب سے نوازا، اور منکرینِ ملت کو مبغوض قرار دیا اور ان کی مذمت بیان کی، اس معاملے میں اللہ پاک نے ایسے الفاظ کے ساتھ خطاب فرمایا جو اس قوم میں رائج تھے لہٰذا اگر اللہ پاک نے یہود کو ابناء کے ذریعے خطاب کیا ہو تو اس میں کوئی تعجب نہیں لیکن یہودیوں نے اس سے یہ گمان کیا کہ یہ شرف یہودی، عبرانی اور اسرائیلی نام کے ساتھ گھومتا رہے گا

☆ وہ یہ نا سمجھ سکے کہ یہ لفظ اطاعت و فرمانبرداری اور سیدھے راستے پر چلتے رہنے کی صفات جن کے لیے انبیاء کرام عَلَيۡهِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کو بھیجا گیا ہے، کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ کے لیے نہیں ہے

ان یہود کے ذہنوں میں ایسی فاسد تاویلات بیٹھ گئی جو اس قبیل سے تعلق رکھنے والی تھی، جنہیں انہوں نے اپنے آباؤ واجداد سے دیکھا تھا، یہود کے ان سارے شبہات اور گمانوں کو قرآنِ پاک نے مکمل طور پر رد فرمادیا

بیان کتمان آیات التوراۃ:

سوال: کتمان آیات التوراۃ سے کیا مراد ہے ؟ وضاحت کریں

جواب: کتمان آیات التوراۃ سے مراد یہ ہے کہ یہود اپنے کسی معزز شخص کی عزت و مرتبے اور زبردست منصب کے لیے یا سرداری کے چلے جانے کے ڈر سے تورات کے بعض احکامات اور آیات عوام سے چھپاتے تھے تا کہ عوام کے حساب و پکڑ اور عوامی عقیدت کم یا ختم نہ ہو

اوران آیات پر عمل نا کرنے کی وجہ سے عوام ان کی ملامت اور مذمت نا کرنے لگیں

بعض اُمثلۃ الکتمان:

سوال: یہودیوں کے تورات کے بعض احکام اور آیات چھپانے کی مثالیں بیان کریں

جواب: یہودیوں کے تورات کے بعض احکام و آیات چھپانے کی مثالیں درج ذیل ہیں

- تورات میں زانی کو رجم کرنے کی سزا مذکور تھی لیکن یہودی مذہبی پیشواؤں نے اس رجم کے حکم کو ترک کر دیا اور یہ طے کر لیا کہ رجم کی جگہ زانی کو کوڑے مارے اور اس کا منہ کالا کیا جائے چنانچہ وہ اس پر عمل کرتے تھے اور یہودیوں کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی رسوائی کے خوف سے تورات کی آیتِ رجم چھپادی تھی
- وہ آیات تورات جن میں حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللہ عَنْہا اور حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی اولاد میں ایک ایسے نبی کو بھیجے جانے کی بشارت دی گئی، ایک ملت کے وجود پذیر ہونے کا اشارہ دیا گیا ہے جو سرزمین حجاز (مکہ اور مدینہ منورہ) میں ظاہر ہو کر ہر طرف پھیل جائے گی اس کے تلبیہ سے عرفات کی پہاڑیاں گونج اٹھے گی، چاروں جانبوں سے اس ملت کے افراد وہاں کا قصد اور سفر کریں گے، وہ آیات تاحال تورات میں موجود ہیں مگر یہود ان آیات کی فاسد تاویلات کرتے ہیں کہ ان کے اندر اس ملت کے صرف وجود کی خبر ہے اسے اپنا کر اس کی پیروی کا حکم نہیں ہے، اور یہودی یہ مقولہ بارہا دہرایا کرتے تھے "ملحمۃ کتبت علینا" (ہم پر ایک جنگ مسلط اور لازم کر دی گئی ہے)

لیکن یہ کمزور تاویل سننے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا نا اسے کوئی صحیح مانتا اس لیے وہ آپس میں اس کی تاکید کرتے تھے کہ ان آیات کو چھپا کر رکھا جائے اور انہیں ہر خاص و عام پر ظاہر نا کیا جائے، ان کو ظاہر کرنا ہمارے لیے ناجائز ہے

☆ یہودیوں کا یہ خیال اللہ پاک نے اس طرح بیان فرمایا ہے: (اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ)

ترجمہ: کیا اُن کے سامنے وہ علم بیان کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے اوپر کھولا ہے تاکہ اس کے ذریعے یہ تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہارے اوپر حجت قائم کریں (البقر:76)

یہود کتنے جاہل ہیں اس مبالغہ کے ساتھ جو اللہ پاک نے حضرت ہاجرہ رَضِیَ اللہ عَنْہا اور حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر احسان جتلایا ہے اور اس امت کا اتنے شرف و فضیلت کے ساتھ جو ذکر کیا ہے، کیا اس کے اندر اس بات کا کوئی احتمال ہے کہ اس ملت کو ماننے پر اسے محمول نہ کیا جا سکے؟ اور اس کا دین اپنانے کی کوئی ترغیب اس کے اندر نہیں ہے؟ (یعنی کیا اللہ پاک نے اس امت اور اس دین کے بارے میں کوئی چیز بیان کی گئی ہے جس کی وجہ سے اس دین کو اپنایا نہ جائے)

أسباب الإلحاق ما ليس منها بها افتراء منهم:

سوال: یہود کے اپنے مذہب میں الزام لگانے اور جھوٹی باتیں شامل کرنے کے اسباب بیان کریں

جواب: یہود کے اپنے مذہب میں الزام لگانے اور جھوٹی باتیں شامل کرنے کے چند اسباب درج ذیل ہیں

- ان کے علماء کی جماعت اور راہبوں میں مذہبی طور پر گہرا جبر (سختی) پیدا ہو جانا
- استحسان یعنی شارع (اللہ و رسول) کے بیان کے بغیر اپنی مصلحت (عقل) کی بنیاد پر بعض احکام نکالنا
- فضول قسم کے احکامات کو رواج دینا اور ان کی اتباع کرنے والوں کا ان احکامات کو اصل کے ساتھ ملا دینا
- کسی بات پر اپنے اسلاف کے اتفاق کر لینے کو دلیل قطعی سمجھ لینا چنانچہ ان کے پاس اپنے اسلاف کے اقوال کے علاوہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی نبوت کے انکار کی کوئی دوسری مستند دلیل نہیں تھی یہی حال ان کے بہت سے گمان و اقوال کا ہے

سبب التساهل والتعصب:

سوال: یہودی تورات کے احکام کو نافذ کرنے میں کس بُرائی میں مبتلا تھے؟

جواب: یہودی تورات کے احکام کو نافذ کرنے میں سستی اور بخل و حرص میں مبتلا تھے جو کہ ان کے اس نفس امّارہ کا تقاضہ تھا جو ہر انسان پر غالب ہو جاتا ہے سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ پاک محفوظ رکھنا چاہے

اللہ پاک فرماتا ہے: (اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ)

ترجمہ کنزالعرفان: نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے (یوسف: 53)

یہ بُری خصلت اُن اہل کتاب میں ایک دوسرا ہی رنگ اختیار کر چکی تھی کہ وہ اپنی فاسد تاویل کے ذریعہ اسے صحیح ٹھہرانے کی کوشش کرتے تھے اور اسے مذہبی رنگ میں ظاہر کیا کرتے تھے

أسباب استبعاد رسالة نبينا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم:

سوال: یہودیوں کے ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت اور رسالت کو ناممکن اور ناقابل یقین سمجھنے کے اسباب بیان کریں

جواب: یہودیوں کے ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت و رسالت کو ناممکن اور ناقابل یقین سمجھنے کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے چند اسباب درج ذیل ہیں

- انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے نکاح کے سلسلے میں احوال و عادات الگ الگ تھے، کچھ نبی کم نکاح فرماتے اور کچھ زیادہ اور اس

طرح کے دوسرے معاملات

- انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی شریعتیں مختلف تھی
- انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے بارے میں سنت الٰہی بھی مختلف تھی
- جمہور انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام بنی اسرائیل کے تھے اور انہی میں بھیجے گئے جبکہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلم بنی اسماعیل کے تھے

اور اس طرح کے اور دوسرے اسباب بھی تھے

وظيفة النبوة في اصلاح الناس وسبب اختلاف الشرائع:

سوال: نبوت کا فریضہ کیا ہے؟

جواب: نبوت کا فریضہ عالم کے نفوس کی اصلاح اور عادتوں وعبادتوں کو درست کرنا ہے نا کہ نیکی و برائی کے اصول ایجاد کرنا ہے

سوال: کیا تمام قوموں کی عبادات وغیرہ کی عادات ایک ہی طرح کی ہوتی ہیں؟ نیز انبیاء کرام کی شریعتوں کے مختلف ہونے کا سبب بھی بیان کریں

جواب: جی نہیں! بلکہ ہر قوم کی عبادات، اُمورِ خاندانی اور ملکی نظام میں مختلف عادتیں ہوتی ہیں پھر جب ان میں کوئی نبی تشریف لاتا ہے تو یہ عادات پہلی بار میں ہی جڑ سے ختم نہیں ہوتی اور نا ہی وہ نبی بالکل نئی عادات وروایات ایجاد کرتا ہے بلکہ وہ نبی جانچ وغیرہ کرتا ہے اور جو چیزیں شریعت کے مطابق اور اللہ پاک کی رضا کے موافق ہوتی ہیں ان کو باقی رکھتا ہے اور جو چیزیں شریعت اور اللہ پاک کی رضا کے خلاف ہوتی ہیں ان میں تبدیلی کرتا ہے

☆ اور اللہ پاک کی نشانیاں، اللہ کے ایام بھی اسی اسلوب پر ہیں کہ لوگ جن سے آشنا اور مانوس ہوتے ہیں ان کے بارے میں یہی طور طریقہ اختیار کیا جاتا ہے

اسی وجہ سے انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی شریعتیں مختلف ہوتی رہتی ہیں

سوال: انبیاء کرام کی شریعتوں کے مختلف ہونے کو مثال کے ساتھ واضح کریں

جواب: انبیاء کرام کی شریعتوں میں اختلاف ایسے ہی ہے جیسے طبیب دو مریضوں کے مرض اور علاج کے معاملے میں غور وفکر کرنے کی وجہ سے اختلاف کرتا ہے پس وہ ایک مریض کے لیے ٹھنڈی دوا اور غذا تجویز کرتا ہے اور دوسرے مریض کے لیے گرم دوا اور غذا کا حکم دیتا ہے، دونوں مقامات پر طبیب کا مقصد مریضوں کے مزاج کی اصلاح کرنا اور ان کے اندر پائے جانے والے فاسد مادے زائل کرنا ہے پس وہ ہر ملک میں غذا ودوا کو اس ملک کی حالت کے موافق تجویز کرتا ہے

یوں ہی ہر موسم میں موسم کے مطابق تدبیر اختیار کرتا ہے اس مثال سے یہ سمجھنا آسان ہے کہ حکیم مطلق (اللہ پاک) جب روحانی واخلاقی

مریضوں کے نفس و طبیعت اور مزاج و کمزوری کا علاج کرتا ہے، ان کے اندر موجود فاسد مادے کو زائل کرتا ہے، ان کی قوت و ملکہ کی طاقت کو بڑھاتا ہے تو وہ ہر زمانے کی اقوام کی مشہور عادات کے مطابق مناسب اور مفید علاج اور اصلاح کا طریقہ تجویز کرتا ہے

توضیح احوال الیھود بالمثال:

سوال: مصنّف نے کن لوگوں کے ذریعے یہود کی مثال بیان کی اور ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: مصنّف نے بُرے علماء کے ذریعے یہودیوں کی مثال کو بیان کیا اور یوں فرمایا: "حاصل کلام یہ ہے اگر تو یہود کی مثال دیکھنا چاہیں تو ان بُرے علما کو دیکھ لیں جو دنیا کے طالب، اپنے بڑوں کی تقلید اور ان کی بے جا عادات اپنانے والے ہیں، قرآن و سنت کے احکام سے منہ پھیرنے والے اور کسی عالم کی بات کو سند بنا کر کلام و سنتِ شارع معصوم (اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طریقے اور کلام جو کہ بغیر غلطی کے ہیں) سے بے نیاز و بے پرواہ ہو چکے ہیں، موضوع احادیث اور فاسد تاویلات کو اپنا رہنما اور مقتداء بنا چکے ہیں گویا یہ بُرے علماء ہی یہودی علماء ہیں"

ذکر النصاری:

سوال: نصاری (عیسائی) کس نبی پر ایمان رکھتے تھے؟

جواب: نصاری (عیسائی) حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان رکھتے تھے

سوال: نصاری (عیسائیوں) کی گمراہیاں بیان کریں

جواب: نصاری (عیسائیوں) کی چند گمراہیاں درج ذیل ہیں

☆ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ پاک کے لیے تین الگ الگ حصے ہیں ایسے طریقے پر جو دوسرے سے ملے ہوئے ہیں وہ ان تینوں حصوں کو تین ذاتوں کا نام دیتے تھے اور وہ تینوں درج ذیل ہیں

1. باپ ہونا: یہ عالم کی ابتداء کرنے والے کے لیے بولتے
2. بیٹا ہونا: یہ پہلے صادر ہونے والے کے مقابلے میں بولتے اور اس کا معنی تمام موجودات کو شامل ہو گیا
3. روح القدس ہونا: یہ صرف عقل کے مقابلے میں بیان کیا گیا

عقیدھم:

سوال: عیسائیوں کے عقائد بیان کریں

جواب: عیسائیوں کے چند عقائد درج ذیل ہیں

- وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بیٹے کی ذات عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی روح کی صورت میں داخل ہوگئی جیسا کہ حضرت جبرئیل عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام انسانی صورت میں ظاہر ہوتے تھے
- وہ یہ گمان بھی کرتے تھے کہ عیسیٰ الٰہ (معبود) بھی ہے، اسی طرح ابن الٰہ (اللہ کے بیٹے) بھی ہے اور ساتھ ہی بشر بھی ہے کہ آپ پر احکامِ بشریہ اور الٰہیہ ایک ساتھ جاری ہوتے ہیں

اور وہ اس معاملے میں انجیل کے بعض نصوص کو دلیل بناتے تھے، اس طرح کے انجیل میں حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے جو لفظ ابن بولا گیا اور آپ کی ذات کی طرف بعض خدائی معاملات منسوب کیے گئے

والجواب عن الِاشکال الٔاول:

سوال: عیسائیوں کا پہلا اشکال مع جواب بیان کریں

جواب: عیسائیوں کا پہلا اشکال مع جواب درج ذیل ہے

اشکال:

انجیل میں لفظ ابن حضرت عیسی عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے استعمال ہوا لہذا آپ اللہ کے بیٹے ہیں

اشکال کا جواب:

اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے کہ انجیل عیسیٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اپنا کلام ہے اور اس میں تحریف نہیں ہوئی تو لفظ ابن پہلے زمانے میں محبوب، مقرّب اور مختار کے معنی میں ہوتا تھا جیسا کہ اس پر انجیل میں موجود کثیر قرینے دلالت کرتے ہیں

وجواب الِاشکال الثاني:

سوال: عیسائیوں کا دوسرا اشکال مع جوابات بیان کریں

جواب: عیسائیوں کا دوسرا اشکال مع جوابات درج ذیل ہے

اشکال:

حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام الٰہ (معبود) بھی ہیں اور بشر بھی ہیں

اشکال کا جواب:

1. اس طرح کے الفاظ حکایت کے طور پر ہوتے ہیں جیسا کہ بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کا قاصد یہ کہے: اے فلاں! ہم فلاں بادشاہ پر غالب آ گئے، ہم نے فلاں قلعے پر قبضہ کر لیا، اب ان جملوں کا معنی بادشاہ کی طرف لوٹتا ہے کیونکہ وہ قاصد تو صرف ترجمان ہے

2. اس اشکال کے جواب میں یہ احتمال بھی ہے کے عالمِ اعلیٰ (اللہ پاک) کی جانب سے عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی کا راستہ معانی کو نقش کر دینا ہے نا کہ جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صورتِ بشری اور کلام کو القاء کیے جانے کی صورت کے ساتھ

پس کبھی کبھار عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جانب سے ایسا کلام بولا جاتا ہے جس میں ان افعال کی نسبت اپنی طرف کی جاتی ہے اور حقیقت مخفی و پوشیدہ نہیں ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس باطل مذہب کا رد فرمایا اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اللہ کا بندہ اور اس کی جانب سے مقدّس روح ہونے کو باقی رکھا، وہ روح جو اس نے سچی مریم رَضِیَ اللہ عَنْہا کی طرف پھونکی، اور عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی روح القدس کے ذریعے مدد فرمائی اور اپنی نظرِ عنایت سے ان کی حفاظت و نگہبانی فرمائی

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ اللہ پاک روحانی لباس میں ایسی روح کے ساتھ ظاہر ہوا جو دیگر ارواح کی طرح ایک روح ہے اور وہ روح بشر میں داخل ہو گئی تو پھر اس پر باریک بینی اور گہری نظر کے وقت لفظِ "اتحاد" کا معنی منطبق نہیں ہوتا مگر غلطی کے ساتھ یعنی اگر کوئی اس پر لفظ اتحاد کو منطبق کرے گا تو وہ غلطی کے ساتھ ہی ایسا کرے گا، ایسے معنی کے لیے سب سے قریبی لفظ "التقویم" اور اس کی مثل الفاظ ہیں

توضیح اُحوال النصاری بالمثال:

سوال: مصنّف نے کن لوگوں کے ذریعے نصاری کی مثال بیان کی اور ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: مصنف نے مشائخ و اولیاء کی اولاد کے ذریعے نصاری کی مثال کو بیان کیا اور یوں فرمایا: "اگر تو نصاری کی مثال دیکھنا چاہے تو مشائخ اور اولیائے کرام کی اولاد کو دیکھ لے، وہ اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں کیا گمان کرتے ہیں؟ تو ان کو دیکھے گا کہ وہ اپنے آباء کی فضیلت میں ہر طرح سے افراط کرتے (حد سے بڑھتے) ہیں (تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا)

مسالۃ صلب المسیح بین الحقیقۃ والاشتباہ:

سوال: نصاریٰ(عیسائی) حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی شہادت کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: نصاریٰ حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی شہادت کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے(اور اس بات کو پختگی سے مانتے تھے) کہ حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو شہید کیا گیا ہے اور یہ ان کی گمراہیوں میں سے ایک گمراہی تھی

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شہادت کے بارے میں شبہ (شک) واقع ہو گیا پس جب حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا تو عیسائیوں نے یہ گمان کیا کہ آپ کو قتل کر دیا گیا ہے اور وہ (عیسائی) اس غلط بات کو نسل در نسل روایت کرتے ہیں

اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں ان عیسائیوں کے اس شبہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا: (وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ)

ترجمہ: انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لئے (عیسیٰ سے) ملتا جلتا (ایک آدمی) بنا دیا گیا (النساء:157)

سوال: انجیل میں جو حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا مقولہ (ارشاد) اور آپ کے حواریوں کا مقولہ بیان کیا گیا اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: انجیل میں جو حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا مقولہ (کیا تم جانتے ہو کہ دو دن میں ابن آدم کو مصلوب کرنے (پھانسی دینے) کے لیے حوالے کیا جائے گا) بیان کیا گیا ہے اس کا معنٰی یہ ہے کہ اس میں یہود کی جرات کی خبر دی گئی ہے یعنی یہودی اس طرح کا اقدام کرنے کی کوشش کریں گے اور یہودیوں کے آپ کے قتل کے متعلق پیش قدمی کرنے کی خبر دی گئی ہے، اللہ پاک نے آپ کو اس پریشانی سے نجات عطا فرمائی

☆ اور آپ کے حواریوں کے مقولہ (عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے بلند آواز سے دوبارہ اعلان کیا اور روح کو چھوڑ دیا) سے اشتباہ کا واقع ہونا اور آپ (عیسیٰ) کے آسمان پر اٹھائے جانے کی حقیقت سے مطلع نا ہونا مراد ہے کیونکہ ان کی عقل اور کان ایسی کوئی بات سننے سے ناآشنا (لاعلم) تھے

المقصود من بشارۃ "فارقلیط":

سوال: عیسائیوں کے نزدیک فارقلیط سے کونسی ذات مراد تھی اور حقیقتاً اس سے کونسی ذات مراد ہے؟

جواب: عیسائیوں کے نزدیک فارقلیط (جس کا وعدہ کیا گیا) سے حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام مراد ہے جنہوں نے شہادت کے بعد ظاہر ہو کر حواریوں کو مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت دی یہ بھی ان کی گمراہی تھی

☆ عیسائی یہ بھی کہتے تھے کہ عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے ہمیں وصیت کی کہ بہت سے خبر دینے والے ہونگے پس جو میرا نام لے اس کے کلام کو قبول کرنا اور نہ مسترد (انکار) کر دینا

☆قرآنِ کریم نے بیان کیا کہ وہ بشارت حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر منطبق ہوتی ہے یعنی فارقلیط سے حقیقتاً حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذات مراد ہے نا کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی روحانی صورت کیونکہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انجیل میں فرمایا تھا:

"فارقلیط تم میں طویل زمانہ ٹھہریں گے، علم سکھائے گے، لوگوں کو پاک کریں گے، انہیں خوب پاکیزہ کریں گے"

اور یہ معنی ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ کسی میں ظاہر نہیں ہوا

اور بہر حال بشارت میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر آپ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے ہے نا کہ اس میں اللہ یا اللہ کا بیٹا کہنا

ذکر المنافقین:

سوال: منافقوں کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: منافقوں کی دو اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں

1. صاحب النفاق العقدی (عقیدے میں نفاق والا)
2. صاحب النفاق العملی (عمل میں نفاق والا)

1. صاحب النفاق العقدي:

وہ لوگ جو شہادتین (اللہ پاک اور اس کے رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی گواہی) کو زبان سے تو بولتے ہیں لیکن ان کے دل کفر پر مطمئن ہوتے ہیں وہ خالص انکار کو اپنے اندر چھپاتے ہیں

اللہ پاک نے ان کے حق میں فرمایا: (اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں (النساء:145)

2. صاحب النفاق العملي:

وہ لوگ جو اسلام میں کمزوری کے ساتھ داخل ہوئے

1 ان میں سے بعض اپنی قوم کی عادات وروایات کی پیروی کرتے، اگر قوم ایمان لاتی تو یہ بھی ایمان لاتے اور اگر قوم کفر کرتی تو یہ بھی کفر کرتے

2 ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے دلوں میں کمینی دنیا کی لذتوں کی محبت گڑھ کر گئی ہے اس طور پر کہ ان کے دل میں اللہ پاک اور اس کے رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی محبت کی جگہ نہیں ہوتی جن کے دلوں پر مال کی محبت، حسد و کینہ اور ان جیسی اور چیزیں مکمل غلبہ کر چکی ہیں یہاں تک کے دعا اور مناجات کی لذت، عبادات کی برکات سے ان کے دل بالکل لاعلم اور خالی ہیں

3 ان میں سے بعض وہ ہیں جو کمانے میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ ان کے لیے آخرت کے کاموں اور آخرت کے بارے میں سوچنے کی فرصت ہی نا رہی

4 ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے دلوں میں حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی رسالت کے بارے میں فضول گمان اور باریک اعتراض پیدا ہوتے ہیں، اگرچہ وہ اس حد تک نہیں پہنچتے کہ اسلام کے قلاوے کو اپنی گردن سے نکال کر اس سے خود کو بالکل الگ ظاہر کر دیں (دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں)

ان شکوک وشبہات کا سبب (وجہ) حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام پر بشری احکام کا جاری ہونا، مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں میں غلبہ ملوک وسلاطین کی طرح ملت اسلامیہ کا ظہور وعروج تھا اور اس کی مثل اور بھی چیزیں

5 ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں قبائل اور خاندان کی یاد مجبور کرتی کہ وہ اپنی پوری کوشش ان کی مدد وحمایت اور تائید ومضبوطی کے لیے استعمال کریں اگرچہ اس میں مسلمانوں (اہل اسلام) کے لیے نقصان ہو اور مسلمانوں سے انہیں پرہیز اور مقابلہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے

☆ نفاق کی یہ دوسری قسم نفاق اخلاقی وعملی ہے

كيفية الاطلاع على قسمي النفاق:

سوال: کیا نفاق کی ان دونوں قسموں پر مطلع ہونا ممکن ہے؟

جواب: نفاق کی پہلی قسم (نفاق اعتقادی) پر حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی وفات کے بعد مطلع ہونا ممکن نہیں کیونکہ یہ علم غیب کے قبیل سے ہے اور جو ان کے دلوں میں ہے ہم اس پر مطلع نہیں ہو سکتے

☆ نفاق کی دوسری قسم (نفاق عملی) بہت زیادہ پائی جاتی ہے، بالخصوص ہمارے زمانے میں اس کو جاننا ممکن نہیں، اور اس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے کہ تین نشانیاں جس میں ہو وہ خالص منافق ہے

1. جب بات کرے جھوٹ بولے
2. جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے
3. جب جھگڑا کرے تو گالی دے

☆ منافق کا سب کچھ اس کا پیٹ ہوتا ہے اور مؤمن کا سب کچھ اس کا گھوڑا (سواری) ہوتی ہے

اس (نفاق عملی) کی احادیث میں اور بھی کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں

اللہ پاک نے ان کے اعمال، اخلاق قرآنِ کریم میں بیان کیے ہیں، اور دونوں طرح کے منافقوں کے احوال کی بہت سی علامات بیان کی تا کہ امت ان سے بچے

توضیح أحوال المنافقین بالمثال:

سوال: مصنف نے کن لوگوں کے ذریعے منافقین کی مثال بیان کی اور کیا فرمایا؟

جواب: مصنف نے امیروں کی بیٹھکوں میں بیٹھنے والے ان کے ساتھیوں کے ذریعے منافقین کی مثال بیان کی اور یوں فرمایا: "اگر تو منافقین کی مثال دیکھنا چاہے تو امیروں کی بیٹھکوں کی طرف دیکھ ان کے ساتھیوں کو کہ وہ ان کی رضامندی کو رضائے شارع (اللہ ورسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رضا) پر کس طرح ترجیح دیتے ہیں؟

انصاف کی بات یہ ہے کہ جن منافقوں نے براہ راست حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے کلام کو سن کر نفاق کا راستہ اختیار کیا اور آج جو لوگ منافقت کر رہے ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے

انہوں نے شارع (حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام) کے حکم کو یقین کے انداز میں جانا پھر اس کے خلاف کی پیروی کی اور اس کی مخالفت پر چلے اور انہی کی مثالوں میں سے معقولین (فلسفی لوگوں) کی جماعت بھی ہے وہ جن کے دلوں میں شکوک وشبہات گڑھ کر گئے ہیں وہ بھی انہی کی مثل ہیں

مقصد القرآن فی بیان المخاصمۃ:

سوال: قرآن کریم میں جن قوموں سے مخاصمہ کیا گیا ہے کیا وہ گزر گئی ہیں؟

جواب: جی نہیں! جب آپ قرآنِ پاک (میں سے آیات مخاصمہ) کی تلاوت کریں گے تو یہ گمان نا کرنا کہ یہ مخاصمہ ایسی قوم سے تھا جو گزر گئی بلکہ حقیقت میں جو مصیبت تھی ایسا نہیں کہ اب وہ نا ہو حدیث کے اس حکم کی وجہ سے کہ **"تم ضرور اپنے سے پہلوں کی پیروی کروگے"** قرآنِ کریم کا مقصود خرابیوں کو بیان کرنا ہے نا کہ مخصوص واقعات کو بیان کرنا

کتاب کے اس حصے میں جو گمراہ فرقوں کے عقائد وخیالات بیان کیے گئے اور ان کے جوابات دیئے گئے، انشاءاللہ الکریم مخاصمہ کی آیات کے معانی کو سمجھنے کے لیے وہ کافی ثابت ہوں گے

الفصل الثاني في بقية مباحث العلوم الخمسة

اسلوب القرآن في التذکیر بالاالله واثبات الذات والصفات:

سوال: قرآنِ کریم کے نزول کا مقصد کیا ہے؟

جواب: قرآنِ کریم کے نزول کا مقصد تمام لوگوں خواہ وہ عربی ہو یا عجمی، شہری ہو یا دیہاتی کو تہذیب سکھانا ہے، اسی وجہ سے حکمتِ الہیہ نے اللہ پاک کی نشانیوں کو ذکر کرنے میں کامل صفاتِ بشریہ کو اختیار فرمایا، اور جتنی بات عام انسان جان اور سمجھ سکتے ہیں اس سے زیادہ گفتگو نا فرمائی، یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک کے اسماء وصفات اس طرح بیان کیے گئے کہ عام انسان بھی اپنے فطری علم و فہم اور ذہانت کے ذریعے انہیں سمجھ سکے اور اسے فلسفی نشانیوں اور علم کلام کے تجربے کی ضرورت پیش نہ آئے

سوال: قرآنِ پاک نے واجب الوجود ذات کو کس طرح ثابت کیا؟

جواب: قرآنِ پاک نے واجب الوجود ذات کو اجمالی طور پر ثابت فرمایا جس کا شعور دنیا کی ہر صالح انسانی آبادی اور اعتدال سے قریب مقامات کے لوگوں کی فطرت میں موجود ہے اور وہاں ذاتِ واجب الوجود کے منکر گروہ نہیں ملیں گے، چونکہ تحقیق و تنگ نظری کے ساتھ ایسے لوگوں کے لیے اللہ پاک کی صفات کو ثابت کرنا بہت مشکل تھا، اور اگر اصلاً صفاتِ الہی کو نا جانا جائے تو معرفتِ ربوبیت (اللہ پاک کی معرفت) جو کہ اصلاح اور لوگوں کو تہذیب سیکھانے کے لیے سب سے ضروری اور مفید کام ہے وہاں تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی، اس لیے حکمتِ الہیہ نے اس تدبیر کو اختیار فرمایا کہ وہ ان کامل صفات کا انتخاب کریں جن کو عام لوگ جانتے ہیں اور جن کے ذریعے ان کے درمیان تعریف کی جاتی ہے اور ان صفات کے مقابلے میں ان باریک معانی کو ذکر کیا جائے جس میں عقلِ بشری کو عمل دخل ہی نہیں، پس ایک نقطہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ)

ترجمہ کنزالعرفان: اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے (الشوریٰ: 11)

اللہ پاک کا یہ فرمان لاعلاج بیماریوں یعنی خالص جہالت کے لیے شفاء ہے، اور اس فرمان میں ان بشری صفات سے روکا جس سے وہ پاک ہے اور جن کو ذکر کرنے سے بُرے عقائد کو راہ ملتی ہے اور لوگ شکوک و شبہات میں پڑتے ہیں مثلاً: بچے کا ثابت کرنا،

اگر آپ گہری نظر سے صفاتِ الہیہ میں غور و فکر کریں گے تو آپ اِسے ایسے انسانی علوم کے طریقے پر جاری پائیں گے جو کسب (محنت سے معلوم کرنے) سے تعلق نہیں رکھتے، ایسی صفات کو جدا کرنا جن کو ثابت کرنا ممکن ہے اور ان کے ذریعے کوئی خلل بھی واقع نہیں ہوتا، اور ایسی صفات کے سبب جو باریک مسئلے کو غلط وہم کی طرف لے جاتی ہے اور عام لوگوں کے ذہن اس کو نہیں پا سکتے، یہ یقینی طور پر

علم توقیفی ہے، اور اس معاملے میں آزاد طور پر بات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی

اسلوب القرآن في بيان آلاء الله:

سوال: اللہ پاک نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرنے میں کن نشانیوں کو اختیار فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان کرنے میں ان نشانیوں کو اختیار فرمایا جن کو سمجھنے میں شہری و دیہاتی، عربی و عجمی سب برابر ہیں، اسی وجہ سے اللہ پاک نے ان نعمتوں کو ذکر نا فرمایا جو اولیاء کرام و علماء عظام کے ساتھ خاص ہیں اور نا ہی اللہ پاک نے ان نعمتوں کے بارے میں خبر دی جو درجے کو بلند کرنے والی اور بادشاہوں کے ساتھ خاص ہیں، بلکہ اللہ پاک نے صرف وہی نشانیاں و نعمتیں بیان فرمائی جن کا ذکر تمام لوگوں کے لیے مناسب ہے جیسا کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنا، بادلوں سے اور زمین سے پانی نکالنا، پانی کے ذریعے پھلوں، دانوں اور پھلوں کی اقسام کو نکالنا، لازمی کاری گری کو الہام کرنا، ان کاری گریوں پر قدرت دینا، اور اللہ پاک نے بہت سے مقامات پر مصیبتوں کے آنے اور مصیبتوں کے دور ہونے کے وقت لوگوں کے احوال کے مختلف ہونے پر تنبیہ کرنے کو پختہ فرمایا جو کہ نفسانی امراض میں کثیر الوقوع ہے

اسلوب القرآن الكريم في التفسير بأيام الله:

سوال: اللہ پاک نے اپنے دنوں کو یاد دلانے میں کون سا طریقہ اختیار فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے اپنے دنوں کو یاد دلانے میں (مثلاً فرمانبرداروں پر بھلائی اور نافرمانوں پر عذاب کرنے میں سے) ان واقعات کو اختیار فرمایا جن کو لوگوں نے سن رکھا تھا اور ان واقعات کو مختصر طور پر سننے والے تھے جیسے حضرت نوح، عاد اور ثمود عَلَيۡهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے واقعات جنہیں اہل عرب نے اپنے باپ دادا سے سنا تھا اور وہ نسل در نسل اپنے بچوں کو سناتے تھے اور ایسے ہی حضرت ابراہیم اور انبیائے بنی اسرائیل عَلَيۡهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے واقعات جن کو عرب نے یہودیوں سے ان کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے سنا تھا

اور قرآنِ پاک نے ان واقعات کو بیان نا کیا جن سے کان مانوس نہیں تھے اور اسی طرح فارس و ہنود کو جو سزائے دی گئی ان کو بھی بیان نا کیا جیسا کہ اللہ پاک نے مشہور واقعات کو ذکر نا کیا مگر ان میں سے صرف ان ضروری اجزاء کو ذکر کیا جن میں نصیحت تھی

اور پورے کے پورے واقعات کو تمام خصوصیات کے ساتھ ذکر نا فرمایا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ جب لوگوں کو غیر مانوس واقعات سنائے جائیں گے تو ان کی ساری توجہ واقعات کی طرف مائل ہو جائے گی اور نفع والی چیزیں جو کہ اصل غرض ہے فوت ہو جائے گی

اور اس کلام کی مثال وہی ہے جو بعض عارفین نے فرمایا کہ جب لوگ قواعدِ تجوید کو یاد کرنے میں مشغول ہو گئے تو وہ قرآنِ کریم کی تلاوت میں خشوع و خضوع سے غافل ہو گئے اور جب مفسّرین نے تفسیر میں بعیدی صورتوں کو ذکر کرنا شروع کر دیا تو اس وقت سے علمِ تفسیر

نادر (تھوڑا) ہو گیا گویا کہ یہ معدوم ہے یعنی ہے ہی نہیں

القصص المتکررۃ في القرآن الکریم:

سوال: قرآنِ کریم میں کن واقعات کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: قرآنِ کریم میں مذکورہ تمام واقعات کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے

- حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی زمین میں تخلیق کا واقعہ، فرشتوں کا آپ کو سجدہ کرنے کا واقعہ، شیطان کا سجدہ کرنے سے انکار کرنے کا واقعہ، شیطان کے ملعون ہونے کا واقعہ، اس کے بعد بنی آدم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرنے کا واقعہ
- حضرت نوح، ھود، صالح، ابراہیم، لوط اور شعیب عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے اپنی قوم سے توحید، نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے باب میں ہونے والے مقالمیں، ان قوموں کے لغو شبہات و سوالات اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے جوابات، سزائے الٰہی میں قوموں کے مبتلا ہونے اور انبیاء کرام اور ان کے پیروکاروں کے لیے اللہ پاک کی مدد کے ظاہر ہونے کے واقعات
- حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کا فرعون، اس کی قوم اور بنی اسرائیل کے بے وقوفوں کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ، اس جماعت کا آپ کی مخالفت کرنے کا واقعہ اور اللہ پاک کا بدبختوں کو سزا دینے اور اپنے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی ہر دفعہ مدد کرنے کا واقعہ
- حضرت داود اور سلیمان عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی خلافت اور معجزات و کرامات کا واقعہ
- حضرت ایوب و یونس عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی آزمائش اور ان کے لیے اللہ پاک کی رحمت ظاہر ہونے کا واقعہ
- حضرت زکریا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی دعا کو قبول کرنے کا واقعہ
- حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کا بغیر والد کے عجیب طور پر پیدا ہونے، جھولے میں کلام کرنے اور ان سے معجزات کے ظاہر ہونے کا واقعہ

☆ یہ واقعات مختلف، مختصر اور تفصیلی طور پر ان سورتوں میں ذکر کئے گئے ہیں جن سورتوں نے ان کا تقاضہ کیا

القصص غیر المتکررۃ فی القرآن الکریم:

سوال: قرآنِ کریم میں کونسے واقعات صرف ایک یا دو مرتبہ ذکر کیے گئے ہیں؟

جواب: قرآنِ کریم میں مذکورہ تمام واقعات صرف ایک یا دو مرتبہ ذکر کیے گئے ہیں

- حضرت ادریس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کو آسمان پر بلند کرنے کا واقعہ
- حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کا نمرود سے مناظرے کا واقعہ، آپ کا پرندوں کو زندہ کیے جانے کو دیکھنے اور اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا واقعہ
- حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کا واقعہ
- حضرت موسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی ولادت، آپ کو دریا میں ڈالنے، قِبطی کو مارنے، مدین کی طرف جانے، وہاں نکاح کرنے، درخت پر آگ دیکھنے اور اس درخت سے کلام سننے کا واقعہ
- گائے کو ذبح کرنے کا واقعہ
- حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام اور حضرت خضر عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے ملنے کا واقعہ
- طالوت اور جالوت کا واقعہ
- ملکہ بلقیس کا واقعہ
- حضرت ذوالقرنین رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ کا واقعہ
- اصحابِ کہف کا واقعہ
- ان دو مردوں کا واقعہ جو آپس میں جھگڑ رہے تھے
- باغ والوں کا واقعہ
- حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کے تین قاصدوں اور اس مؤمن کا واقعہ جسے کافروں نے شہید کر دیا
- ہاتھی والوں کا واقعہ

سوال: کیا مذکورہ بالا واقعات کا مقصود صرف ان واقعات کو جاننا ہی ہے؟

جواب: جی نہیں! ان واقعات کا مقصود صرف ان واقعات کو جاننا ہی نہیں بلکہ یہاں مقصود سننے والے کے ذہن کو شرک، گناہ، اللہ پاک کی گرفت (پکڑ)، مخلصین پر اللہ پاک کی مدد کے ذریعے اطمینان ہونے اور ان پر اللہ پاک کی جو عنایتیں ظاہر ہوئی ان کی طرف منتقل کرنا ہے

بیان التذکیر بالموت ومابعدہ:

سوال: اللہ پاک نے موت کو یاد دلانے کے لیے کن چیزوں کو ذکر فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے موت کو یاد دلانے کے لیے موت، اس کے بعد کے معاملات، انسان کی موت کی کیفیت، اس وقت انسان کے عاجز ہونے، موت کے بعد اس پر جنت اور دوزخ کو پیش کیے جانے اور عذاب کے فرشتوں کے ظاہر ہونے کو ذکر فرمایا

وقد ذکر أشراط الساعۃ:

سوال: قیامت کی اشراط (نشانیاں) کتاب کی روشنی میں بیان کریں

جواب: قیامت کی نشانیاں درج ذیل ہیں

- حضرت عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کا تشریف لانا
- دجال کا نکلنا
- دابتہ الارض کا نکنا
- یاجوج ماجوج کا نکلنا
- گرج دار آواز کا بلند ہونا
- مرنے کے بعد دوبارہ کھڑے ہونا
- حشر ونشر
- سوال وجواب
- میزان
- دائیں اور بائیں ہاتھ میں اعمال کا رجسٹر لینا
- مومنوں کا جنت میں داخل ہونا
- کافروں کا دوزخ میں داخل ہونا
- اہل دوزخ کا اپنے تابعین اور پیروکاروں کے درمیان جھگڑا کرنا
- بعض دوزخیوں کا بعض کا انکار کرنا
- بعض کا بعض پر لعن طعن کرنا

- اہل ایمان کو اللہ پاک کا دیدار ہونا
- زنجیروں، ہتوڑیوں گرم کھولتے پانی، پیپ ملے خون وغیرہ سے طرح طرح کے عذاب بیان کرنا
- اہل جنت کے لیے حوریں، محلات، نہریں، خوشگوار کھانے، نرم لباس، حسین و جمیل عورتیں، اہل جنت کی دل کو خوش کرنے والی صحبتیں اور طرح طرح کی نعمتیں بیان کرنا

☆ اللہ پاک نے ان تمام واقعات کو مختلف سورتوں میں سورتوں کے اسلوب کے مطابق مختصر اور تفصیل سے ذکر کیا

بیان علم الأحکام

والکلیة في مباحث الأحکام:

سوال: ملت ابراہیمی حنیفی کے احکام کو باقی کیوں رکھا گیا؟

جواب: حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام چونکہ ملت حنیفی لے کر تشریف لائے لہذا ملت ابراہیمی حنیفی کے احکام کو باقی رکھنا اور اس کے بنیادی مسائل میں کوئی تبدیلی نہ ہونا ضروری تھا علاوہ اس کے کہ کسی عام حکم کو خاص کیا جائے اور اوقات و تعداد وغیرہ میں اضافہ کیا جائے

سوال: اللہ پاک نے اہل عرب کو کس کے ذریعے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا اور اہل عرب کے ذریعے کس کو پاک کرنے کا ارادہ کیا؟

جواب: اللہ پاک نے اہل عرب کو حضور صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذات کے ذریعے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا اور اہل عرب کے ذریعے تمام عالم کو پاک کرنے کا ارادہ فرمایا

لہذا حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی شریعت کا اصل مادہ عرب کے مطابق ہونا لازم آئے گا

چنانچہ جب آپ ملت حنیفیہ کے احکام کی طرف دیکھیں گے، عرب کے طور طریقے کو دیکھیں گے، اور حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی شریعت میں غور و فکر کریں گے (جو بذاتِ خود اصلاح اور تہذیب ہے) تو آپ ہر حکم کے لیے کوئی سبب پائیں گے، اور آپ ہر کام کے کرنے کا حکم دینے یا اس سے منع کرنے میں حکمت کو جانیں گے

دورة القرآن الکریم في اصلاح الملة الحنیفیة المحرفة:

سوال: دینِ حنیف کے ماننے والوں کی عبادات میں بڑی خرابیاں کیوں پیدا ہوئی؟ مع اسباب ذکر کریں

جواب: دینِ حنیف کے ماننے والوں کی عبادات یعنی نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ میں اُن دین حنیف ماننے والوں کے ان عبادات کو قائم نا کرنے، ان عبادات کے اکثر کے بارے میں لوگوں کے مختلف ہونے، ان عبادات میں جاہلوں کی تبدیلیاں داخل ہونے کی وجہ سے بڑی

خرابیاں پیدا ہوئی، پس قرآنِ پاک نے ان خرابیوں کو دور کر دیا اور ان عبادات کو برابر کر کے درست کر دیا

سوال: کیا دینِ حنیف کے ماننے والوں کے گھریلو معاملات اور شہری احکامات میں بھی باطل رسمیں اور بگاڑ پیدا ہو گیا تھا؟ اگر ہاں تو قرآنِ پاک نے ان کی اصلاح کے لیے کیا کیا؟

جواب: جی ہاں! دینِ حنیف کے ماننے والوں کے گھریلو معاملات میں بھی نقصان دہ رسمیں، زیادتی و سرکشی کی مختلف صورتیں پیدا ہوئی تھی اور اسی طرح شہری احکامات بھی بگھڑ چکے تھے تو قرآنِ پاک نے ان کی اصلاح کے لیے ان کی حدود، وقت اور اصول بیان کیے اور پھر اس باب میں چھوٹے اور بڑے گناہوں کی بہت سی اقسام بیان کی

القرآن اجمل والسنة فصلت:

سوال: قرآنِ پاک نے جن احکامات وغیرہ کو اجمالاً بیان کیا اور سنتِ رسول صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ان کی تفصیل بیان کی ان میں سے چند کے نام لکھیں

جواب: قرآنِ پاک نے نماز کے مسائل کو اجمالاً بیان کیا اور نماز قائم کرنے کو بیان کیا پھر رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے اذان دینے، مساجد بنانے، جماعت اور نمازوں کے اوقات وغیرہ کے ذریعے اس کی تفصیل بیان کی

☆ اسی طرح قرآنِ پاک نے زکوۃ کے مسائل کو مختصر طور پر بیان کیا اور حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام نے اس کی تفصیل بیان کی

☆ اسی طرح قرآن پاک نے سورہ بقرہ میں روزے اور حج کے، سورۃ الانفال اور دیگر متفرق مقامات میں حج اور جہاد کے، سورہ مائدہ اور نور میں حدود کے، سورۃ النساء میں میراث کے، سورۃ البقرۃ، النسا اور الطلاق وغیرہ میں نکاح و طلاق کے مسائل ذکر کیے اور حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام نے ان کی تفصیل بیان کی

التعریضات والاشارات التی تحتاج الی البیان:

سوال: کیا ایسا ممکن ہے کہ قرآنِ پاک کی بعض آیات مخصوص واقعے سے تعلق رکھتی ہو مگر ان کا حکم عام ہو؟

جواب: جی ہاں! قرآنِ پاک کی بعض آیات (بعض حصہ) مخصوص واقعات (حوادثات) سے تعلق رکھتی ہیں مگر ان کا حکم عام ہے

مثلاً: حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام سے خاص فرد کے لیے سوال کیا جاتا تو اللہ پاک اس کا جواب دیتا یا ایسا واقعہ پیش آتا جس میں ایمان والے اپنے مال اور جان کے ذریعے سخاوت کر کے عمدہ ہوتے اور منافق بخیل ہوتے اللہ پاک اپنی کتاب میں مسلمانوں کی تعریف کرتا اور منافقین کی مذمت بیان کرتا، ان سے دردناک عذاب کا وعدہ کرتا اور ڈر سناتا یا ایسا واقعہ پیش آتا جو دشمنوں کو فتح ہونے کے قبیل سے ہوتا یا ان کے نقصان سے روکے جانے سے تعلق رکھتا تو اللہ پاک مسلمانوں پر اپنا احسان جتلاتا اور اپنی نعمتوں کو یاد دلاتا یا ایسی حالت پیش آتی جو ڈانٹ کی

یااشارے کی یا حکم دینے یا منع کرنے کی محتاج ہوتی تواللہ پاک اس سے تعلق رکھنے والی آیت کو نازل فرمادیتا

سوال: قرآنِ پاک میں کن کن حوادثات وواقعات کے لیے کہاں کہاں اشارے ذکر کیے گئے ہیں؟

جواب: قرآنِ پاک میں مندرجہ ذیل واقعات وحوادثات کی طرف اشارے ذکر کیے گئے ہیں

- غزوہ بدر کے لیے سورۃ الانفال میں اشارہ آئے
- غزوہ اُحد کے لیے سورۃ آل عمران میں اشارہ آئے
- غزوہ خندق کے لیے سورۃ الاحزاب میں اشارے آئے
- صلح حدیبیہ کے لیے سورۃ الفتح میں اشارے آئے
- غزوہ بنو نضیر کے لیے سورۃ الحشر میں اشارے آئے
- فتح مکہ اور غزوہ تبوک کی ترغیب کے لیے سورۃ براءۃ میں اشارے آئے
- حجتہ الوداع کے لیے سورۃ المائدہ میں اشارے آئے
- حضرت زینب رَضِیَ اللہ عَنْہا کے نکاح کے لیے سورہ احزاب میں اشارے آئے
- باندی کی حرمت کے لیے سورۃ التحریم میں اشارے آئے
- واقعہ افک کے لیے سورۃ النور میں اشارے آئے
- جنوں کے حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تلاوت سننے والے واقعہ کے لیے سورۃ الجن اور سورۃ احقاف میں اشارے آئے
- مسجد ضرار کے لیے سورۃ براءۃ میں اشارے آئے
- واقعہ معراج کے لیے سورہ بنی اسرائیل میں اشارے آئے

اس قسم کی آیاتِ کریمہ بھی در حقیقت تذکیر بایّام اللہ (اللہ پاک کے دنوں کو یاد دلانے) سے ہیں لیکن جب تعریضات اور اشارات کا حل قرآنِ پاک میں متعلقہ واقعہ سننے پر ہے اس لیے اس قسم کو تمام اقسام سے جدا کر کے بیان کر دیا

الباب الثاني في بيان وجوہ الخفاء في معاني نظم القرآن بالنسبۃ الی اذھان اھل الزمان وازالۃ ذلک الخفاء باوضح بیان:

سوال: قرآنِ پاک کس زبان میں اور کیوں نازل کیا گیا؟

جواب: قرآن پاک بغیر کسی کجی (خرابی) اور ٹیڑھے پن کے خالص عربی زبان میں نازِل ہوا تاکہ لوگ اس کے کہے ہوئے معانی کو ایسے ملکے (طاقت) کے ساتھ سمجھ سکیں جن پر ان کی تخلیق کی گئی ہے جیسا کہ فرمایا: (وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ) ترجمہ کنزالعرفان: روشن کتاب اور مزید فرمایا: (قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے اسے عربی زبان میں اتارا تاکہ تم سمجھو (الزخرف: 2,3) اور فرمایا: (كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ) ترجمہ کنزالعرفان: جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں (ھود: 1) پھر اس کی تفصیل کو بیان فرمایا

سوال: شارع (اللہ پاک) کن کاموں سے راضی نہیں ہوتا؟

جواب: شارع (اللہ پاک) قرآنِ پاک کے تشابہات کی تاویل میں غوطہ خوری کرنے، صفاتِ الٰہیہ کی تصویر کشی کرنے، مبہم کو بیان کرنے اور چیزوں کو واضح بیان کرنے کو پسند نہیں فرماتا (راضی نہیں ہوتا) اسی وجہ سے ایسی چیزوں کے بارے میں صحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُم کا حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کرنا بہت کم ہے، اس باب میں احادیث مرفوعہ بھی بہت کم ہیں لیکن جب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُم کا زمانہ گزر گیا اور عربیوں میں عجمی لوگ داخل ہو گئے اور اس طرح کی فصیح لغت کو چھوڑا جانے لگا تو بعض چیزوں کو سمجھنا مشکل ہو گیا

بیان مواضع الصعوبۃ في فھم الکلام:

سوال: لفظ کے ذریعے مراد نا سمجھنے کے الفوزالکبیر میں کتنے اور کون کونسے اسباب لکھے گئے ہیں؟

جواب: لفظ کے ذریعے مراد نا سمجھنے کے کتاب میں دس اسباب لکھے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں

1 کبھی کبھار مراد کو غیر مانوس لفظ کے استعمال کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا اور اس کا علاج یہ ہے صحابہ کرام، تابعین اور دیگر اہل معانی سے اس غریب لفظ کا جو معنٰی منقول ہے اسے دیکھا جائے

2 کبھی کبھار مراد کو ناسخ و منسوخ کے درمیان فرق نا ہونے کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

3 کبھی کبھار مراد کو سببِ نزول سے غفلت کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

4 کبھی کبھار مراد کو مضاف یا موصوف یا ان کے علاوہ کسی چیز کے حذف ہونے کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

5 کبھی کبھار مراد کو ایک شے کو دوسری شئے سے بدلنے یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے یا ایک اسم کو دوسرے اسم سے بدلنے

یا ایک فعل کو دوسرے فعل سے بدلنے یا مفرد کی جگہ پر جمع کو ذکر کرنے یا جمع کی جگہ پر مفرد کو ذکر کرنے یا مخاطب کی جگہ غائب استعمال کرنے کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

6 کبھی کبھار مراد کو مقدّم کو مؤخر کرنے یا مؤخر کو مقدّم کرنے کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

7 کبھی کبھار مراد کو ضمیروں کے جمع ہو جانے اور ایک لفظ کے ذریعے متعدد (بہت سی) چیزیں مراد لینے کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

8 کبھی کبھار مراد کو تکرار اور طول (زیادہ لمبے کلام / گفتگو) کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

9 کبھی کبھار مراد کو اختصار اور ایجاز (مختصر ہونے) کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

10 کبھی کبھار مراد کو کنایہ الفاظ، اشارات، متشابہات اور مجاز عقلی کے استعمال کی وجہ سے نہیں سمجھا جاتا

لہذا سعادت مندوں کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ ان امور کو مثالوں کے ساتھ جانے، اور اشاروں و رمزوں (کنایات) پر اکتفاء کریں

الفصل الأول فی شرح غریب القرآن

سوال: قرآنِ پاک کے غریب الفاظ کی سب سے بہترین شرح کس سے روایت ہے؟ نیز اس روایت کی اسناد کے مراتب بھی بیان کریں

جواب: قرآنِ پاک کے غریب الفاظ کی سب سے بہترین شرح حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ عَنہُ کی وہ روایت ہے جو حضرت ابو طلحہ کی سند سے آئی، امام بخاری نے بھی اپنی صحیح بخاری میں اسی پر اعتماد کیا ہے، پھر حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ عَنہُ کی وہ روایت ہے جو ضحاک کی سند سے آئی اور پھر حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ عَنہُ کے وہ جوابات ہے جو انہوں نے نافع بن ازرق کے سوالات پر دیئے، امام سیوطی نے انہی طریقوں کو اپنی کتاب "الاتّقان" میں ذکر کیا

مذکورہ تین اسناد کے بعد ان کا مرتبہ ہے جنہیں امام بخاری نے غریب الفاظ کی شرح میں دیگر آئمہِ تفسیر سے نقل فرمایا پھر پانچواں مرتبہ اس کا ہے جسے تمام مفسّرین نے صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غریب الفاظ کی شرح میں روایت کیا

مصنف فرماتے ہیں کہ میرے ہاں اچھا یہ ہے کہ میں اپنے اس رسالے کے پانچویں باب میں ایسے جملے جمع کروں جو قرآن کے غریب الفاظ کی شرح اور ساتھ ہی سببِ نزول بننے کی بھی صلاحیت رکھے پس جو چاہے اسے علیحدہ سے مستقل رسالہ[1] بنادے، اور جو چاہے اسے اس رسالے میں شامل رکھے، کیونکہ لوگوں کے لیے پسندیدہ چیزوں میں راستے ہوتے ہیں

اس رسالے کی غرض ہی یہ ہے اس میں سلف کی بعینہ تفسیر کو بیان کیا جائے

---

[1] مصنف کے اس رسالے کا نام یہ ہے "فتح الخبیر بما لا بد من حفظه في علوم التفسیر"

سوال: صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہ عَنۡہُم لفظ کی تفسیر کس طرح کرتے اور متأخرین کس طرح کرتے ؟

جواب: صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہ عَنۡہُم لفظ کے لازم معنی کے ذریعے اس لفظ کی تفسیر کرتے تھے اور متأخرین علماء پرانی تفسیروں کو ایسے طریقے پر لاتے ہیں جو لغت کی پیروی کرتا ہے اور اس کے استعمال کیے جانے کی جانچ کرتا ہے

الفصل الثاني في معرفة الناسخ والمنسوخ

فن تفسیر میں مشکل مقامات ہے، وہ مقامات بھی ہیں جن کا میدان بڑا کھلا ہے اور ان میں اختلاف بھی زیادہ ہیں جیسے ناسخ ومنسوخ آیات کو جاننا اور قوی ترین مشکلات میں سے متقدمین اور متأخرین کے نزدیک اصطلاح میں اختلاف کا ہونا ہے

النسخ عند المتقدمین:

سوال: صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہ عَنۡہُم لفظِ نسخ کو کس معنی میں استعمال کرتے تھے ؟

جواب: صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہ عَنۡہُم کے کلام میں غور وفکر کرنے سے اس بات کو جانا گیا ہے کہ وہ لفظِ نسخ کو لغوی معنی کے مقابلے میں استعمال کرتے تھے اور نسخ کا معنٰی یہ ہے "ایک شے کا دوسری شئے سے ازالہ کرنا"

سوال: متقدمین کے نزدیک نسخ کا معنی بیان کریں

جواب: متقدمین کے نزدیک نسخ کا معنی "ایک آیت کے بعض اوصاف کو دوسری آیت کے اوصاف کے ذریعے زائل کرنا" ہے خواہ وہ عمل کی مدت کے ختم ہونے کو بیان کرکے ہو یا کلام کے ایک قریبی سمجھے جانے والے معنی کی جگہ دور والا معنی مراد لے کر ہو یا کسی قید کے قیدِ اتفاقی ہونے کو بیان کرکے ہو یا عام حکم کو خاص کرنے کو بیان کرکے ہو یا نصوص اور جن پر ظاہراً قیاس کیا گیا ہے میں فرق کرنے کے لیے ہو یا جاہلیت میں پائی جانے والی عادتوں کا ازالہ کرنے کے لیے ہو یا پچھلی شریعت کے حکم کو زائل کرنے کے لیے ہو پس علمائے متقدمین کے نزدیک نسخ کا باب بہت وسیع ہو گیا ہے یہاں تک کے اس میں عقل کی تیز رفتاری زیادہ ہو گئی ہے لہذا اختلاف کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا ہے اسی لیے ان کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو 500 تک پہنچ گئی، اور اگر آپ گہرائی میں جاکر غور وفکر کریں گے تو یہ شمار سے بالاتر ہیں

سوال: متأخرین کی اصطلاح میں منسوخ آیات کتنی ہیں؟

جواب: متأخرین کی اصطلاح میں منسوخ آیات بہت کم ہیں اور جو توجیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اختیار کی ہے اس سے تعداد اور کم ہو جاتی ہے امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "الاتّقان" میں مناسب تفصیل کے ساتھ بعض علماء کرام کے حوالے سے وہی بات نقل کی ہے جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا

سوال: امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "الاتّقان" میں کتنی آیات کو منسوخ قرار دیا ہے؟ نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "الاتّقان" میں ابن العربی کی موافقت کرتے ہوئے 20 آیات کو منسوخ قرار دیا ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک ان بیس 20 آیات میں بھی کلام ہے

اسی لیے علامہ سیوطی کی تحریر پیش کی جاتی ہے:

فمن البقرہ:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ البقرہ میں کتنی اور کون کونسی آیات منسوخ ہیں؟ مفصل بیان کریں

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ البقرہ میں چھ آیات منسوخ ہیں اور وہ یہ ہیں

1 اللہ پاک کا فرمان: (كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا.... الآیۃ)

ترجمہ کنزالعرفان: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے (تو) اگر وہ کچھ مال چھوڑے تو وصیت کرے (البقرہ:180)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ منسوخ ہے، بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت، آیتِ میراث (يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ (سورۃ النساء:11)) سے منسوخ ہے، بعض کے نزدیک اس حدیث (لاوصیۃ للوارث) سے منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک اجماع سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں یہ آیت (يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ.... الآیۃ) سے منسوخ ہے اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی حدیث **(لاوصیہ للوارث)** نسخ کی وضاحت کے لیے ہے

2 اللہ پاک کا فرمان: (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو اُن پر فدیہ ہے (البقرۃ:184)

بعض مفسّرین کے نزدیک یہ آیت اللہ پاک کے اس فرمان (فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ) سے منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک یہ آیت محکم ہے اور اس میں لا (لایطیقونہ) مقدّر ہے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایک دوسری وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے، **وعلی الذین یطیقون الطعام فدیۃ ھی بعام مسکین** ہے یعنی جو لوگ کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتے ہیں ان کے ذمے فدیہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے

اس میں اضمار قبل الذکر ہے کیونکہ وہ رتبے میں مقدّم ہے اور ضمیر کو مذکر لایا گیا کیونکہ فدیہ سے مراد کھانا ہے اور کھانے سے مراد صدقہ فطر ہے اللہ پاک نے اس آیت میں روزے کے بعد صرف فطر کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اس سے آگے دوسری آیت کے آخر میں تکبیراتِ عید کا ذکر ہے

3 اللہ پاک کا فرمان: (أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ.... الآیۃ)

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا(البقرۃ: 187) یہ آیت اس آیت کے لیے ناسخ ہے

(كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ) ترجمہ کنزالعرفان: جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے (البقرہ: 183)

کیونکہ جو احکام پہلے لوگوں (امتوں) پر فرض تھے یہ آیت ان کی مطابقت کا تقاضہ کرتی ہے جبکہ پہلی امتوں میں سونے کے بعد دوبارہ کھانا پینا اور اپنی بیوی سے وطی کرنا حرام تھا

شیخ ابن العربی نے اس نسخ کا ذکر کیا ہے اور ایک یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت سنت کی وجہ سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ کما کتب کا مطلب صرف نفسِ وجوب کی تشبیہ ہے اس لیے نسخ نہیں ہے یہ صرف ان کے اس طریقے کو بدلنا ہے جو شریعت کے حکم سے پہلے ان کے یہاں رائج تھا اور ہم اس کی کوئی دلیل نہیں پاتے کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان کے لیے وہ طریقہ مشروع کیا تھا اور اگر مان بھی لیا جائے کہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے مشروع کیا تھا تو بھی اس کا ثبوت سنت رسول سے ہی ہوگا

4 اللہ پاک کا فرمان: (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ.... الآیۃ)

ترجمہ کنزالعرفان: آپ سے ماہِ حرام میں جہاد کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔۔۔۔(البقرہ: 217)

اللہ پاک کے اس فرمان (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً)

ترجمہ کنزالعرفان: اور مشرکوں سے ہر حال میں لڑو (التوبہ: 36) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہے کہ یہ آیت قتال کے حرام ہونے پر دلالت ہی نہیں کرتی بلکہ یہ لڑنے کے جائز ہونے کو بیان کرتی ہے اور یہ آیت علت کو قبول کرتے ہوئے مانع کے اظہار کے طرز پر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان مہینوں میں لڑنا شدید ہے اور فتنہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے لہذا فتنے کے مقابلے میں قتال جائز ہے یہ توجیح آیت کے شروع والے مضمون سے ثابت ہے جو کہ مخفی نہیں ہے

5 اللہ پاک کا فرمان: (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ سے مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ تک)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو تم میں مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے (انہیں گھروں سے) نکالے بغیر سال بھر تک خرچہ دینے کی وصیت کر جائیں پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس معاملے میں کوئی گرفت نہیں جو وہ اپنے بارے میں شریعت کے مطابق کریں اور اللہ زبردست، حکمت والا ہے(البقرہ: 240)

اللہ پاک کے فرمان: (اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا) ترجمہ کنزالعرفان: چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں (البقرہ:234) سے منسوخ ہے

اور وارث کے حق میں وصیت آیت میراث سے منسوخ ہے اور ایک گروہ کے نزدیک رہائش باقی ہے اور دوسرے گروہ کے نزدیک رہائش بھی حدیث لاسکنیٰ کے ذریعے منسوخ ہوگئی ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہے یہ آیت منسوخ ہے جیسا کہ جمہور نے فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ میت کے لیے وصیت کرنا جائز یا مستحب ہے، اگر میت نے عدت گزارنے والی عورت کو گھر میں رہنے کی وصیت کی ہو تو عورت کے لیے اس گھر میں رہنا لازم نہیں ہے، حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہ عَنْہُ کا یہی قول ہے، اور آیت سے بھی یہ توجیہ ظاہر ہے

6 اللہ پاک کا فرمان: (وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ) ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اگر تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا (البقرہ:284) اللہ پاک کے اس فرمان: (لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا)

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے (البقرہ:286) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہے یہ عام کو خاص کرنے کے باب سے ہے، بعد والی آیت نے بیان کر دیا کہ (مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ) سے اخلاص اور نفاق مراد ہے نا کہ نفس کی وہ باتیں جو اختیار میں نہیں ہوتی کیونکہ انسان کی وسعت میں جو کچھ ہوتا ہے اسے اس کا مکلّف (پابند) بنایا جاتا ہے

ومن آل عمران:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ آل عمران میں کتنی اور کون کونسی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ آل عمران میں ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے (اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ)

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے (آل عمران:102) کہا گیا کہ یہ آیت اللہ پاک کے اس فرمان: (فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) ترجمہ کنزالعرفان: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک تم سے ہو سکے (التغابن:16) سے منسوخ ہے

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلی آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اس آیت میں ایسی کوئی نشانی نہیں ہے جس میں نسخ کا دعوہ صحیح مانا جائے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہے کہ (حَقَّ تُقٰتِهٖ) شرک و کفر اور اعتقادیات کے بارے میں ہے (یعنی ان کاموں میں اللہ سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے) اور (مَا اسْتَطَعْتُمْ) اعمال کے بارے میں ہے (یعنی اعمال میں جتنی استطاعت رکھو ڈرو)

اگر وضو کی طاقت نا رکھو تو تیمّم کرو، اگر کھڑے ہو کر نماز نا پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو

اور آیت کے سیاق سے بھی یہی معنی ظاہر ہے اور وہ (وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ) ترجمہ کنزالعرفان: اور ضرور تمہیں موت صرف اسلام کی حالت میں آئے (آل عمران: 102) ہے

ومن النساء:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ النساء میں کتنی اور کون کونسی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ النساء میں تین آیات منسوخ ہیں اور وہ یہ ہیں:

1 اللہ پاک کا فرمان: (وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ) ترجمہ کنزالعرفان: اور جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے انہیں ان کا حصہ دو (النساء: 33)

اللہ پاک کے اس فرمان: (وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ)

ترجمہ کنزالعرفان: رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں (الاحزاب: 6) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں آیت کا ظاہر یہ ہے کہ وراثت موالی کے لیے ہو اور نیکی و بھلائی مولی الموالاۃ (موالیوں کے موالیوں) کے لیے ہے لہذا یہ آیت منسوخ نہیں ہے

2 اللہ پاک کا فرمان: (وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ.... الآیۃ) ترجمہ کنزالعرفان: اور جب تقسیم کرتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس مال میں سے انہیں بھی کچھ دیدو اور ان سے اچھی بات کہو (النساء: 8)

بعض کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں یہ منسوخ نہیں ہے لیکن اس پر عمل کرنے میں لوگ کمزوری (کمی) کا شکار ہو گئے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: یہ آیت محکم ہے یہاں مستحب کام کا حکم ہے اور یہ ظاہر ہے

3 اللہ پاک کا فرمان: (وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ... الآیۃ) ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کرلیں ان پر اپنوں میں سے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند کردو یہاں تک کہ موت ان (کی زندگی) کو پورا کردے یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ بنادے (النساء: 15) مذکورہ آیت مبارکہ آیت نور سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نسخ والا معنی نہیں ہے بلکہ اس کو انتہا تک لے جایا گیا ہے پس جب اس میں غایت آگئی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیان فرمادیا کہ جو راستہ ایسا ایسا ہے لہذا یہ آیت منسوخ نہیں ہے

ومن المائدۃ:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ المائدہ میں سے کتنی اور کون کونسی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ المائدہ میں تین آیات منسوخ ہیں اور وہ یہ ہیں

1 اللہ پاک کا فرمان: (وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ...الآیۃ) ترجمہ کنزالعرفان: اور نہ ادب والے مہینے میں قتال حلال ٹھہراؤ (المائدہ:2) حرمت والے مہینوں میں جہاد کے مباح ہونے کی وجہ سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ہم نے نا ہی قرآن میں اس کے لیے ناسخ پایا، نا سنتِ صحیحہ میں، لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ حرمت والے مہینوں میں جہاد کرنا زیادہ سنگین ہوتا ہے جیسا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "بے شک تمہاری جان اور مال تم پر اس طرح حرام ہے جیسے تمہارا یہ دن تمہارے، اس مہینے، اس شہر میں حرمت رکھتا ہے

2 اللہ پاک کا فرمان: (فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ) ترجمہ کنزالعرفان: تو اگر یہ تمہارے حضور حاضر ہوں تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو (دونوں کا آپ کو اختیار ہے) (المائدہ:42)

اللہ پاک کے اس فرمان: (وَاَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ)

ترجمہ کنزالعرفان: ان (لوگوں) کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل فرمایا ہے (المائدہ:49) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ فیصلہ کرنا پسند فرمائیں تو اللہ پاک کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نا کریں حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم ذمی لوگوں کو چھوڑ دیں کہ وہ اپنے مذہبی رہنماؤں کی طرف جائیں اور وہ اس کے ساتھ ان میں فیصلہ کریں جو ان کے پاس ہے

اور ہمارے لیے یہ بھی جائز ہے کہ ہم ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ پاک نے ہماری طرف نازل کیا ہے

3 اللہ پاک کا فرمان: (اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ) ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے غیروں میں سے دو آدمی (گواہ ہوں) (المائدہ:106) اللہ پاک کے اس فرمان: (وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ) ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنوں میں سے دو عادل گواہ بنالو (الطلاق:2) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ امام احمد نے آیت کے ظاہر کے بارے میں فرمایا ہے حالانکہ اس کا معنی اس کے غیر کی طرف ہے یعنی وہ دونوں رشتہ داروں کے علاوہ میں سے ہو تو یہ تو تمام مسلمانوں میں سے ہوں گے

ومن الانفال:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ الانفال میں سے کتنی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ الانفال میں صرف ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے

1 اللہ پاک کا فرمان: (اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ) ترجمہ کنزالعرفان: اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے (الانفال:65) اپنے بعد والی آیت سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہے یہ آیت منسوخ ہے

من براءۃ:

سوال: امام جلال الدین کے نزدیک سورۃ براءہ میں کتنی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ براءہ میں صرف ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے

1 اللہ پاک کا فرمان: (اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا) ترجمہ کنزالعرفان: تم مشقت اور آسانی ہر حال میں کوچ کرو (التوبہ:41)

آیات عذر (لَیۡسَ عَلَی الۡاَعۡمٰی حَرَجٌ ترجمہ کنزالعرفان: اندھے اور لنگڑے اور بیمار پر کوئی پابندی نہیں (النور:61)،

لَیۡسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ سے اَلَّا یَجِدُوۡا مَا یُنۡفِقُوۡنَ تک) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کے خِفَافًا سے مراد جہاد میں کام آنے والی سواری ہے، خدمت کے لیے ایک غلام اور اتنا خرچ ہے جس پر قناعت ہو سکے

اور ثِقَالًا سے مراد بہت سے خدام اور سواریوں کے ساتھ کوچ کرنا ہے۔ لہذا یہ آیت منسوخ نہیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ نسخ متعین نہیں ہے

ومن سورۃ النور:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ نور میں کتنی اور کون کونسی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ نور میں دو آیات منسوخ ہیں اور وہ یہ ہیں

1 اللہ پاک کا فرمان: (اَلزَّانِیۡ لَا یَنۡکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً... الآیۃ) ترجمہ کنزالعرفان: زنا کرنے والا مرد بدکار عورت یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے گا اور

بدکار عورت سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرے گا اور یہ ایمان والوں پر حرام ہے (النور:3)

اللہ پاک کے اس فرمان: (وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ) ترجمہ کنزالعرفان: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کردو (النور:32) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں امام احمد نے آیت کے ظاہر کے بارے میں فرمایا ہے، دوسرے حضرات کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب (زانی) زانیہ ہی کا کفو (ہم پلہ) ہے یا یہ مطلب ہے کہ پاک دامن مرد کے لیے زانیہ کو اختیار کرنا ناپسندیدہ ہے اور "حُرِّمَ ذٰلِكَ" سے زنا و شرک کی طرف اشارہ ہے اس لیے مذکورہ آیت مبارکہ منسوخ نہیں ہے اور آیت "وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ" عام ہے جو خاص کو منسوخ نہیں کرتی

2 اللہ پاک کا فرمان: (لِيَسۡتَاۡذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ... الآیۃ) ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے غلام اور تم میں سے جو بالغ عمر کو نہیں پہنچے، انہیں چاہیے کہ تین اوقات میں (گھر میں داخلے سے پہلے) تم سے اجازت لیں (النور:58) بعض مفسّرین کے نزدیک منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک منسوخ نہیں ہے لیکن لوگ اس پر عمل کرنے میں غفلت برتتے ہیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور یہ روایت زیادہ اولیٰ اور قابلِ اعتماد ہے

ومن الاحزاب:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ احزاب میں کتنی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ احزاب میں ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے

1 اللہ پاک کا فرمان: (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ ... الآیۃ) ترجمہ کنزالعرفان: ان کے بعد (مزید) عورتیں تمہارے لئے حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کی جگہ اور بیویاں بدل لو اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر تمہاری کنیزیں جو تمہاری ملکیت میں ہوں اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے (الاحزاب:52)

اللہ پاک کے اس فرمان (اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ... الآیۃ ترجمہ کنزالعرفان: ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال فرمائیں جنہیں تم مہر دو (الاحزاب:50)) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کے ہو سکتا ہے ناسخ آیت تلاوت میں منسوخ آیت پر مقدم ہو یہی میرے نزدیک زیادہ ظاہر ہے

ومن المجادلۃ:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ المجادلہ میں کتنی آیات منسوخ ہے؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورۃ المجادلہ میں صرف ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے

1 اللہ پاک کا فرمان: (اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا) ترجمہ کنزالعرفان: جب تم رسول سے تنہائی میں کوئی بات عرض کرنا چاہو (المجادلہ: 12) اپنے سے بعد والی آیت (ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو) سے منسوخ ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک بھی یہ آیت منسوخ ہے

ومن سورۃ الممتحنۃ:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ الممتحنہ میں کتنی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان آیات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ الممتحنہ میں صرف ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے

1 اللہ پاک کا فرمان: (فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا) ترجمہ کنزالعرفان: تو جن کی بیویاں چلی گئی تھیں انہیں (مالِ غنیمت سے) اتنا دو جتنا انہوں نے خرچ کیا (الممتحنہ: 11) بعض کے نزدیک آیتِ سیف سے اور بعض کے نزدیک آیتِ غنیمت سے منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک محکم ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ آیت محکم ہے لیکن مصالحت اور کافروں کی قوت زیادہ ہونے کے وقت یہ حکم خاص ہے

ومن سورۃ المزمل:

سوال: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ مزمل میں کتنی آیات منسوخ ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک سورہ مزمل میں صرف ایک آیت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے

1 اللہ پاک کا فرمان: (قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا) ترجمہ کنزالعرفان: رات کے تھوڑے سے حصے کے سوا قیام کرو (المزمل: 2) اسی سورت کے آخر سے منسوخ ہے پھر سورت کا آخر بھی پانچ وقت کی نماز سے منسوخ ہو گیا

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ سورت کے آخری حصے کا نمازِ پنجگانہ سے منسوخ ہونا قوی اور مدلل نہیں، بلکہ حق یہ ہے کہ پہلے

تہجد کے مستحب ہونے کی تاکید ہے پھر تہجد کے مستحب ہونے کو باقی رکھااور تاکید کو منسوخ کر دیا گیا

سوال: امام جلال الدین سیوطی نے شیخ ابن العربی کی موافقت میں کیافرمایا؟ نیزان کے نزدیک کل کتنی آیات منسوخ ہیں اور شاہ ولی اللہ کے نزدیک کتنی آیات منسوخ ہیں؟

جواب: امام جلال الدین سیوطی نے شیخ ابن العربی کی موافقت میں فرمایا کہ یہ اکیس آیات منسوخ ہیں ان میں بھی بعض کے منسوخ ہونے پر اختلاف ہے، ان کے علاوہ دیگر آیات کے منسوخ ہونے کا دعوہ صحیح نہیں اور آیت استیذان (لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ... الآیۃ) وآیت قسمت (وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ....الآیۃ) کا محکم ہونااور منسوخ ناہونا زیادہ صحیح ہے

امام جلال الدین سیوطی کے نزدیک انیس[19] آیات منسوخ ہیں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک صرف پانچ[5] آیات منسوخ ہیں

الفصل الثالث في معرفة أسباب النزول

اسی طرح تفسیر کے مشکل مقامات میں سے ایک مقام اسبابِ نزول کو جاننا بھی ہے، اس مشکل کی وجہ بھی متقدمین اور متأخرین کی اصطلاحات میں اختلاف ہونا ہے

اصطلاح "نزلت في كذا عند المتقدمين":

سوال: صحابہ وتابعین کس واقعے کے لیے "نزلت فی کذا" استعمال کرتے تھے؟

جواب: صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہ عَنْہُم کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف اس واقعہ کے بیان کے لیے "نزلت فی کذا" استعمال نہیں کرتے تھے جو حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں پیش آیا اور وہ اس آیت کا سببِ نزول بنا بلکہ کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ آیت جس وقت پر صادق آتی اسے بیان کرتے چاہے وہ واقعہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں پیش آتا یا اس کے بعد، ہر صورت میں وہ کہتے کہ "نزلت فی کذا" اس صورت میں آیت کے اندر مذکور تمام قیودات کا انطباق (مطابقت) لازم نہیں ہوتا صرف اصل حکم کا انطباق (مطابقت) کافی ہے

اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ مبارکہ میں کوئی واقعہ پیش آتا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کسی آیت سے حکم نکال کر وہ آیت تلاوت فرماتے تو صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہ عَنْہُم اسے "نزلت فی کذا" کہہ کہ تعبیر کرتے

اور کبھی کبھار ان صورتوں میں وہ "فانزل اللہ قول کذا" کہتے گویا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس آیت سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کا استنباط (دلیل نکالنا) اور موقع پر آپ کے قلب مبارک پر اس آیت کا ڈالنا بھی وحی کی ایک قسم ہے

اس اعتبار سے "فانزلت" بھی کہا جا سکتا ہے اور اسے تکرارِ نزول آیت سے تعبیر کرنا بھی درست ہے

بیان الأشیاء التی لیست من اسباب النزول:

سوال: محدثین آیاتِ قرآنیہ کے ضمن میں ایسی کونسی چیزیں بیان فرماتے ہیں جن کا اسباب نزول سے تعلق نہیں ہوتا؟

جواب: محدثین آیاتِ قرآنیہ کے ضمن میں ایسی بہت سی چیزیں ذکر کرتے ہیں جن کا اسباب نزول سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً

- صحابہ کرام کے اپنے مباحث میں آیت کو بطور دلیل یا بطور مثال بیان کرنا
- حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بذاتِ خود اپنے کلام میں بطورِ دلیل آیت قرآنیہ کی تلاوت کرنا
- (صحابہ و محدثین کا) کسی ایسی حدیث کو روایت کرنا جو اصل حکم میں آیت کے مطابق ہو
- آیت کے نازل ہونے کی جگہ کو متعیّن کرنا
- قرآنِ پاک میں مذکور مبہم ناموں کو ذکر کرنا (خاص کرنا)
- کسی قرآنی کلمے کے تلفظ کو بیان کرنا
- قرآنِ پاک کی آیات اور سورتوں کی فضیلت بیان کرنا
- قرآن پاک کے احکامات میں سے کسی حکم پر حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عمل کی صورت واضح کرنا

اور اس طرح کی اور چیزیں جن میں سے کوئی بھی حقیقتاً اسبابِ نزول میں سے نہیں ہے

سوال: کیا مفسّر کے لیے مذکورہ بالا چیزوں کا احاطہ کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں! مفسّر کے لیے مذکورہ بالا چیزوں کا احاطہ کرنا ضروری نہیں ہے

ماذا یجب علی المفسّر من باب أسباب النزول:

سوال: اسبابِ نزول کے باب میں مفسّر کے لیے کتنی اور کون کونسی چیزوں کو جاننا ضروری ہے؟

جواب: اسبابِ نزول کے باب میں مفسر کے لیے دو چیزوں کو جاننا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں

1 ان واقعات کو جاننا جن کی طرف آیات کے اندر اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ ان واقعات کو جانے بغیر ان آیات کے اشاروں کو سمجھنا آسان نہیں ہے

2 ان واقعات کو جاننا جو عام کو خاص کرنے کا فائدہ دیتے ہیں یا اس جیسی ان چیزوں کو جاننا جو آیت کے عموم کو خصوص میں بدل دے کیونکہ اسے جانے بغیر آیت کا مقصود جاننا بے حد مشکل ہے

دخول الإسرائیلیات في التفسیر:

سوال: کیا گزشتہ انبیاء کرام کے تمام واقعات حدیث میں وارد ہوئے ہیں ؟

جواب: جی نہیں ! گزشتہ انبیاء کرام کے واقعات، احادیث نبوی میں بہت کم مذکور ہیں، لمبی لمبی حکایات وواقعات جن کو بیان کرنے میں مفسرین زحمت اٹھاتے ہیں، وہ تمام حکایات وواقعات علمائے اہل کتاب سے منقول ہیں (الا ماشاء اللہ)

اور حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے روایت ہے کہ نااہلِ کتاب کی تصدیق کرو نا ان کی تکذیب کرو بلکہ کہو کہ ہم اللہ پر اور اس کے نازل کیے ہوئے پر ایمان لائے

التوسع في اصطلاح نزلت في كذا عند المتقدمين:

سوال: صحابہ وتابعین کے فرمان "نزلت الآیۃ فی کذا" سے ان کی کیا مراد ہوتی ہے ؟

جواب: بعض اوقات صحابہ وتابعین رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم مشرکوں اور یہودیوں کے مذاہب اور ان کی جاہلانہ عادات واضح کرنے کے لیے تفصیلی حکایات وواقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "نزلت الآیۃ فی کذا" اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ ایسے ہی موقع کے لیے فلاں آیت نازل ہوئی اب چاہے وہ وہی واقعہ ہو، یا اس کے مشابہ ہو یا اس کے قریب ہو، ان کا مقصود کوئی خاص واقعہ بیان کرنا نہیں ہوتا بلکہ صورتِ حال کی وضاحت کرنا ہوتا ہے، وہ اسے صرف اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ وہ واقعہ ان اُمور کلیہ کے مطابق ہوتا ہے جو آیت میں مذکور ہوتے ہیں، اس وجہ سے بہت سے مواقع پر مفسّرین کے مختلف اقوال ملتے ہیں اور ہر مفسّر اپنی بات ثابت کرنا چاہتا ہے، جب کہ حقیقت میں سارے مفسّرین کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے

اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک کے ایک آیت کو متعدد مقامات پر محمول نہ کرے

اسلوب القرآن الكريم في بيان جوانب الخير والشر:

سوال: قرآنِ پاک میں کتنی صورتیں بکثرت بیان کی گئی ہیں ؟

جواب: قرآنِ پاک میں دو صورتیں بکثرت بیان کی گئی ہیں

1 خیر والی صورت

2 شر والی صورت

1 خیر والی صورت:

وہ صورت جس میں سعادت والے بعض اوصاف ذکر کیے جائیں

2 شر والی صورت:

وہ صورت جس میں شقاوت (بد بختی) والے بعض اوصاف ذکر کیے جائیں

ان دونوں صورتوں میں مقصود اچھے اور برے اوصاف اور اعمال بیان کرنا ہوتا ہے نا کہ کسی مخصوص شخص کی طرف اشارہ کرنا جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: (وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے آدمی کو حکم دیا وہ ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ جنا (الاحقاف:15)

پھر اسی آیت کے ساتھ دو صورتیں ایک اچھی صورت اور دوسری بری صورت بیان فرمائی

اسی طرح فرمایا: (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ) ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے: تمہارے رب نے کیا نازل فرمایا؟ تو کہتے ہیں: پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں (النحل:24)

(وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا) ترجمہ کنزالعرفان: اور متقی لوگوں سے کہا جائے کہ تمہارے رب نے کیا نازل فرمایا؟ تو کہتے ہیں: بھلائی نازل فرمائی (النحل:30)

اسی طریقے پر یہ آیات بھی محمول ہیں:

(وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی جو امن و اطمینان والی تھی (النحل:112)

(هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا)

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کی بیوی بنائی تا کہ اس سے سکون حاصل کرے پھر جب مرد اس عورت پر چھایا (الاعراف:189)

(قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (1) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (2))

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں (المؤمنون:1,2)

(وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہر ایسے آدمی کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل (القلم:10)

ان صورتوں میں یہ ضروری نہیں کہ مذکورہ خصوصیات ایک ہی شخص میں پائی جائیں جیسا کہ اللہ پاک کے اس فرمان میں لازم نہیں آتا (كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ) ترجمہ کنزالعرفان: اس کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں (البقرہ:261)

یہاں یہ مقصد نہیں کہ اس وصف کا کوئی دانہ پایا جائے بلکہ مقصود اجر کی زیادتی کو بیان کرنا ہے تاکہ اس کے علاوہ کوئی اور چیز، اور اگر کوئی ایسی صورت پائی بھی جائے جس میں تمام یا اکثر اوصاف موجود ہوں تو یہ کوئی لازمی بات نہیں، بس اتفاق سے وہ سب خوبیاں ایک ہی چیز میں آ گئیں

عرض بعض الآيات في صورة السؤال والجواب:

سوال: قرآن پاک کی بعض آیتوں کو سوال جواب کی صورت میں کیوں پیش کیا گیا؟

جواب: بعض دفعہ قرآنِ کریم میں کسی ظاہر الورود (وارد ہونے والے) شبہ کا ازالہ یا قریب الفہم سوال کا جواب دیا گیا ہوتا ہے، جس کا مقصد پچھلے کلام کی تشریح کرنا ہوتا ہے نا کہ اس وقت واقعی کسی نے بعینہ یہی سوال کیا ہوتا ہے، یا یہی شبہ ظاہر کیا ہوتا ہے، اور اکثر اوقات صحابہ کرام ایسے مقام کی تفسیر میں ایک سوال فرض کر کے اس کی تشریح سوال جواب کی صورت میں کرتے ہیں

اگر ہم غور کریں تو یہ سب ایک منظّم (ترتیب شدہ) کلام ہوتا ہے جس میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی کہ کچھ پہلے اور کچھ بعد میں نازل ہوا، وہ ایک مربوط (ربط کیا گیا) کلام ہوتا ہے اور اسے کسی قاعدے کے تحت الگ الگ نہیں کیا جا سکتا

سوال: صحابہ کرام تقدیم اور تاخیر کو ذکر کرتے ہیں اس سے ان کی کیا مراد ہوتی ہے؟ مع مثال بیان کریں

جواب: صحابہ کرام کبھی کبھار دو آیتوں کے درمیان تقدیم اور تاخیر کو ذکر کرتے ہیں اس سے ان کی مراد تقدیم و تاخیرِ رتبی ہوتا ہے نا کہ زمانی یعنی وہ تقدیر و تاخیر رُتبے کے حساب سے ہوتا ہے نا کہ زمانہ کے حساب سے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ عَنۡہُمَا اس آیت (وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں (التوبہ:34)) کے بارے میں فرماتے ہیں یہ وعید زکوہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے، پھر جب آیات زکوۃ نازل ہوئی تو اللہ پاک نے زکوۃ کو اموال کی پاکی کا ذریعہ بنا دیا اور یہ بات معلوم ہے کہ سورہ توبہ نزول کے اعتبار سے آخری قرآنی صورت ہے اور یہ آیت آخر میں پیش آنے والے واقعات میں سے ہے جبکہ زکوۃ کی فرضیت اس سے کئی سال پہلے ہو چکی تھی

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُمَا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ "اجمال کا رتبہ تفصیل پر مقدم اور اس سے افضل ہے

سوال: اس باب میں مفسر کے لیے کتنی باتوں کا جانا ضروری ہے؟

جواب: اس باب میں مفسر کے لیے دو باتوں کو جاننا ضروری ہے

1 غزوات وغیرہ کہ جن بعض خصوصی واقعات کی طرف آیاتِ قرآنیہ میں ارشاد اور اشارہ ہے، کیونکہ جب تک انہیں نہیں جانیں گے اس وقت تک ان کی حقیقت سمجھ نہیں سکیں گے

2 بعض قیود کے فوائد اور بعض مواقع کی سختی کے اسباب کا علم بھی ضروری ہے جو کہ اسباب نزول جانے پر موقوف ہے

فن التوجیہ:

سوال: فنِ توجیہ سے کیا مراد ہے؟ مع مثال بیان کریں

جواب: فنِ توجیہ سے مراد "کلام کی صورت کو بیان کرنا" ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی کبھار کسی آیت میں بظاہر صورۃً بعید ہونے کی وجہ سے کوئی شبہ ہوتا ہے، جس پر وہ آیت دلالت کر رہی ہوتی ہے، یا دو آیتوں میں تناقض (اختلاف) ہوتا ہے، یا آیت کے مصداق کے بارے میں ذہن مبتدی میں اشکال پیدا ہوتا ہے، یا قیودات میں سے کسی قید کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے شبہ ہوتا ہے، پھر جب مفسر ان تمام چیزوں کو حل کر لے تو اسے "توجیہ" کا نام دیا جاتا ہے

امثلۃ التوجیہ:

1 جیسا کہ اس آیت "یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ" (اے ہارون کی بہن) میں لوگوں کا سوال تھا کہ حضرت موسی اور حضرت عیسی عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درمیان طویل مدت کا فاصلہ ہے، پھر حضرت ہارون عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت مریم رَضِیَ اللہ عَنۡہا کے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں؟ گویا کہ سوال کرنے والے نے اپنے دل میں یہ بات چھپا رکھی تھی کہ یہ ہارون وہی حضرت ہارون ہیں جو حضرت موسی عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بھائی ہیں

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: "بنی اسرائیل اپنے بچوں کے نام صالحین کے نام پر رکھتے تھے"

2 اسی طرح لوگوں نے سوال کیا: "لوگ قیامت کے دن اپنے چہرے کے بل کیسے چلیں گے؟" تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس ذات نے دنیا میں انسان کو اس کے پیروں پر چلایا وہی ذات اسے (بروزِ قیامت) اس کے چہرے کے بل بھی چلانے پر قادر ہے

3 اسی طرح لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُما سے ان دونوں آیات کے درمیان تطبیق کے بارے میں سوال کیا: "فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ترجمہ کنز العرفان: تو جب صُور میں پھونک ماری جائے گی تو نہ ان کے درمیان رشتے

رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے "اور اس آیت "وَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَسَآءَلُوۡنَ ترجمہ کنزالعرفان: اور ان میں ایک دوسرے کی طرف آپس میں سوال کرتے ہوئے متوجہ ہوگا" تو آپ نے فرمایا: "سوال نا کرنے کی خبر قیامت کے بارے میں ہے اور سوال کرنے کی خبر جنت میں داخل ہونے کے بعد کی ہے

4 لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہ عَنۡہا سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ صفا و مروہ کی سعی تو واجب ہے تو اللہ پاک نے "لَاجُنَاحَ (تم پر کوئی حرج نہیں کہ صفا و مروہ کی سعی کرو)" کیوں فرمایا؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہ عَنۡہا نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ کچھ لوگ ان کا طواف کرنے سے احتراز کرتے اور حرج محصوص کرتے تھے اسی وجہ سے اللہ پاک نے "لَاجُنَاحَ" فرمایا

5 حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ عَنۡہُ نے حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے "اِنۡ خِفۡتُمۡ (اگر تمہیں خوف ہو)" کی قید کے بارے میں سوال کیا کہ اس کا کیا معنیٰ ہے؟ تو حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "یہ اللہ پاک کی طرف سے صدقہ و تحفہ ہے "یعنی سخی لوگ تنگی نہیں کرتے اللہ پاک نے یہ قید تنگی کے لیے ذکر نہیں فرمائی، بلکہ یہ قیدِ اتفاقی ہے

☆ توجیہ کی متعدد مثالیں ہیں، یہاں مقصود صرف توجیہ کا معنیٰ سمجھنا ہے

فوائد أسباب النزول وبيان المعتمد عليه في هذا الباب:

سوال: امام بخاری و ترمذی و حاکم نے اسبابِ نزول و توجیہ کے بارے میں اپنی تفاسیر میں جن احادیث کو جیّد سند کے ساتھ روایت کیا ہے، شاہ ولی اللہ نے ان کے کتنے فوائد ذکر فرمائے؟

جواب: امام بخاری و ترمزی و حاکم نے اسبابِ نزول و توجیہ کے بارے میں اپنی تفاسیر میں جن احادیث کو جیّد سند کے ساتھ روایت کیا ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ان کے دو فوائد ذکر فرمائے

1 مفسر کے لیے احادیث و روایات کی اتنی مقدار کو جاننا ضروری ہے جیسے قرآن کے قلیل الاستعمال الفاظ کی تشریحات کو جاننا ضروری ہے

2 آیات کے معانی سمجھنے میں اکثر اوقات شانِ نزول کا عمل دخل نہیں ہے مگر اتنے واقعات کے متعلقہ اسبابِ نزول جاننا ضروری ہے جو تفاسیر ثلاثہ مذکورہ (بخاری و ترمذی و حاکم) کے محدثین کے نزدیک اصح التفاسیر ہیں، ان کے اندر مذکور ہیں

سوال: الفوز الکبیر کے مطابق کتنے حضرات کا اکثر حصہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں اور ان کی سند میں کلام ہے؟

جواب: محمد بن اسحاق، واقدی اور کلبی ان تین حضرات نے اس باب میں افراط (کثرت) سے کام لیتے ہوئے ہر آیت کے ضمن میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے ان کا اکثر حصہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں اور ان کی سند میں کلام ہے

واضح غلطی یہ ہے کہ ان کو ضروریات و شرائط تفاسیر میں شمار کیا جائے اور قرآنِ کریم میں غور و فکر کرنے کو ان کے علم و حفظ پر موقوف

رکھنا کتاب الٰہی سے اپنا حصہ فوت کردینے کے مترادف ہے

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

الفصل الرابع في بقية مباحث الباب

بقية وجوه الخفاء في معاني نظم القرآن:

سوال: قرآنی الفاظ میں پوشیدگی کے اسباب بیان کریں

جواب: قرآنی الفاظ میں پوشیدگی کے اسباب درج ذیل ہیں

- جملے یا کلام کے بعض اجزاء و حروف کو حذف کردینا
- ایک شئے کو دوسری شئے سے بدل دینا
- مقدم کو مؤخر کردینا
- مؤخر کو مقدم کرنا
- تشابہات و تعریضات (اشاروں) اور کنایات کو استعمال کرنا بالخصوص معنیٰ مراد کی ایسی مخصوص شکل میں منظر کشی کرنا جو عادۃً معنی کے لیے لازم ہے
- استعارہ مکنیہ و مجاز عقلی کو ذکر کرنا

☆اب آپ کے فہم میں اضافے کے لیے ان امور میں سے بعض کی مثالیں مختصر طور پر پیش کی جارہی ہیں

الحذف وامثالہ

سوال: حذف کی کتنی اقسام ہیں؟ مع مثال بیان کریں

جواب: حذف کی کئی اقسام ہیں مثلاً: حذف مضاف، حذف موصوف، حذف متعلق (عامل) وغیرہ

مثلاً اللہ پاک کا فرمان

- وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ (البقرہ: 177) یعنی بِرُّ مَنْ اٰمَنَ، بِرُّ مضاف، مَنْ اٰمَنَ سے پہلے محذوف ہے
- وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً (الاسراء: 59) یعنی آيَةً مُبْصِرَةً، آيَةً موصوف ہے جو مُبْصِرَةً سے پہلے محذوف ہے کیونکہ اونٹنی دیکھنے والی تھی، اندھی نہیں تھی

- وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ (البقرہ:93) یعنی حُبَّ الْعِجْلَ،اس آیت میں الْعِجْلَ سے پہلے مضاف محذوف ہے
- اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ (الکھف:74) یعنی بِغَيْرِ قَتْلِ نَفْسٍ، اس آیت میں نَفْسٍ سے پہلے قَتْلِ مضاف محذوف ہے
- اَوْ فَسَاد (المائدہ:32) یعنی بِغَيْرِ فَسَادٍ اس آیت میں فَسَادٍ سے پہلے (ب) جار اور (غیر) مجرور محذوف ہے
- مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران:83) یعنی مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اس آیت میں الارض سے پہلے من اسم موصول اور فی حرف جار محذوف ہے،اسے محذوف نا ماننے کی صورت میں ایک ہی چیز آسمانوں اور زمین سمجھی جائے گی جو آیت کی مراد کے خلاف ہے
- ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ (الاسراء:75) یعنی ضِعْفَ عَذَابِ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ عَذَابِ الْمَمَاتِ،اس آیت میں دونوں ضِعْفَ کے بعد عذاب مضاف محذوف ہے
- وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ (یوسف: 82) یعنی اَهْلِ الْقَرْيَةَ، اس آیت میں اَلْقَرْيَة سے پہلے اَهْلِ مضاف محذوف ہے
- بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراهیم:28) یعنی فعلو مكان شكر نعمة الله كفرا. اس آیت میں مکان مضاف اور شکر مضاف الیہ دونوں محذوف ہیں
- يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (الاسراء:9) یعنی لِلْخَصْلَةِ الَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ،اس آیت میں الَّتِيْ سے پہلے الخصلة موصوف محذوف ہے
- بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (الانعام:152) یعنی بِالْخَصْلَةِ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ،اس آیت میں الَّتِيْ سے پہلے الخصلة محذوف ہے
- سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى:(الانبیاء: 101) یعنی الكلمة الحسنى والعدة الحسنى، اس آیت میں منّا کے بعد الكلمة موصوف محذوف ہے
- عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ (البقرہ: 102) یعنی عَلٰى عَهْدِ مُلْكِ سُلَيْمٰنَ، اس آیت میں عھد مضافِ اول محذوف ہے
- وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ (آل عمران:194) یعنی عَلٰى اَلْسِنَةِ رُسُلِكَ،اس آیت میں اَلْسِنَةِ مضافِ اول محذوف ہے
- اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:1) یعنی اَنْزَلْنَا الْقُرْآن،اس آیت میں ضمیر کا مرجع (الْقُرْآن) محذوف ہے
- حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (ص:32) یعنی تَوَارَتِ الشَّمْسِ،اس آیت میں تَوَارَتْ ضمیر کا مرجع (اَلشَّمْس) محذوف ہے
- وَمَا يُلَقّٰىهَآ (فصلت:35) یعنی خصلة الصبر. اس آیت میں يُلَقّٰىهَآ کی ھا ضمیر کا مرجع (خصلة الصبر) محذوف ہے
- وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ (المائدہ:60) یعنی جَعَلَ مِنْهُمْ مَنْ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ،اس آیت میں من اسم موصول محذوف ہے
- فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا (الفرقان:54) یعنی جَعَلَ لَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا،اس آیت میں جَعَلَهٗ میں حرف جر (لام) محذوف ہے
- وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ (الاعراف:155) یعنی مِنْ قَوْمِهٖ،اس آیت میں قَوْمِهٖ سے پہلے حرف جر (مِنْ) محذوف ہے

- اَلَآاِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ (هود:60) یعنی کفرو نعمۃ ربھم یا کفروبربھم بنزع الخافض۔ اس آیت میں یا ربھم سے پہلے نعمۃ مضاف محذوف ہے یا ربھم سے پہلے حرف جر(ب) محذوف ہے
- تَفْتَؤُا (یوسف:85) یعنی لَاتَفْتَأ، اس آیت میں حرف نفی(لا) محذوف ہے
- مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر:3) یعنی يَقُوْلُوْنَ مَانَعْبُدُهُمْ، اس آیت يَقُوْلُوْنَ محذوف ہے
- اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ (الاعراف:152) یعنی الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ اِلٰهًا، اس آیت میں مفعول ثانی(اِلٰهًا) محذوف ہے
- تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ (الصافات:28) یعنی وَعَنِ الشِّمَالِ، اس آیت میں عَنِ الشِّمَالِ محذوف ہے
- فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ(65)اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ(الواقعہ: 65,66) یعنی تَقُوْلُوْنَ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ، اس آیت میں تَقُوْلُوْنَ محذوف ہے
- وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً (الزخرف:60) یعنی بدلا منکم، اس آیت میں منکم سے پہلے بدلا مفعول محذوف ہے
- كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ (الانفال:5) یعنی امْضِ، اس آیت آیت میں امْضِ محذوف ہے

بیان حذف بعض أجزاء الجملۃ:

انّ کی خبر، شرط کی جزاء، فعل کے مفعول، مبتدائے جملہ اور اس جیسی اور چیزوں کو قرینے اور دلالت کی وجہ سے حذف کرنا قرآنِ کریم میں عام ہے

الأمثلۃ:

- فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (الانعام:149) یعنی فَلَوْ شَآءَ هِدَايَتَكُمْ لَهَدٰىكُمْ، اس آیت لَهَدٰىكُمْ سے پہلے مفعول(هِدَايَتَكُمْ) محذوف ہے
- اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ (البقرہ:147) یعنی هٰذَا الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ، اس آیت میں اَلْحَقُّ سے پہلے "ھذا" مبتداء محذوف ہے
- لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا (الحدید: 10)

یعنی لَا يَسْتَوِيْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَمَنْ اَنْفَقَ مِنْ بَعْدِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ، اس آیت میں دوسرا جز "وَمَنْ اَنْفَقَ مِنْ بَعْدِ الْفَتْحِ" محذوف ہے اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا کی دلالت کی وجہ سے

- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (45) وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (یس:45,46)

یعنی اِذَا قِيْلَ لَهُمْ: اِتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ اَعْرَضُوْا، اس آیت میں وَمَا خَلْفَكُمْ کے بعد (اَعْرَضُوْا) محذوف ہے جس پر (وَمَا تَاْتِيْهِمْ) دلالت کر رہا ہے

التحقیق الدقیق فی کلمۃ "إذ"

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ (البقرہ:30) اور وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی (البقرہ:54) ان جیسی آیات میں اصل یہ ہے کہ اذ کسی فعل کا ظرف ہو لیکن ان آیات میں اذ کا معنی تخویف و ترہیب (ڈرانے اور ہیبت پیدا کرنے کے لیے) ہے

جیسے ہولناک حادثات اور بڑے واقعات بیان کرتے وقت آدمی نہ جملوں کی ترکیب کا خیال رکھتا ہے اور نہ کلمات کے مواقع کا بلکہ اس کا مقصود ان واقعات کو اسی طرح بیان کرنا ہوتا ہے تا کہ وہ مخاطب کے ذہن میں نقش ہو جائے اور اس پر ان حادثات اور واقعات کا خوف بیٹھ جائے

حذف الجار من "أن" المصدریۃ:

سوال: کیا کلامِ عرب میں ان مصدریہ کے جار کو حذف کیا جاتا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ کس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کلامِ عرب میں ان مصدریہ کے جار کو حذف کرنا عام ہے اور وہ لأن، یا بأن، یا أن کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

حذف جواب الشرط:

وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ (الانعام:93) اور وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ (البقرہ:165) جیسی آیات میں اصل یہ ہے کہ جوابِ شرط محذوف ہو لیکن اہل عرب نے اِسے تعجب کے معنی میں لیا ہے اس لیے اس میں محذوف تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے

واللہ اعلم

الإبدال واقسامہ

ابدال فعل بفعل:

سوال: ابدال فعل بفعل کسے کہتے ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں

جواب: ایک فعل کو دوسرے فعل کی جگہ مختلف اغراض کے لیے ذکر کرنے کو ابدال فعل بفعل کہتے ہیں مثلاً

- اَھٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ (الانبیاء:36) اس آیت میں یسبّ کی جگہ یذکر آیا، اصل کلام یوں ہے اَھٰذَا الَّذِیْ یَسُبُّ لیکن یَسُبُّ کو ذکر کرنا ناپسندیدہ تھا لہذا اسے یذکر سے تبدیل کر دیا اور اسی قبیل سے عرف کے یہ محاورے بھی ہیں کہ "عرض الشی لأعداء فلان" (فلاں کے دشمن بیمار ہیں) اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں خود بیمار ہے، اور اسی طرح کہا جاتا ہے "شرفّنا بالمجئ عبید الحضرۃ (حضرت کے غلام یہاں تشریف لائے)، یا عبید الجناب العالي مطلعون علی ھذہ المقدمۃ (جناب عالی کے غلام اس معاملہ سے آگاہ ہیں) اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے حضرت صاحب تشریف لائے اور جناب عالی اس سے واقف ہیں

- مِنَّا يُصْحَبُوْنَ (الانبیاء:43) اس آیت میں يُنْصَرُوْنَ کی جگہ يُصْحَبُوْنَ آیا ہے،اصل کلام یوں ہے مِنَّا لَا يُنْصَرُوْنَ کیونکہ مدد ملے اور صحبت کے بغیر نہیں ہو سکتی اس لیے يُنْصَرُوْنَ کی جگہ يُصْحَبُوْنَ کو ذکر کر دیا
- ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الاعراف: 187) اس آیت میں خَفِيَتْ کی جگہ ثَقُلَتْ آیا کیونکہ جب کسی چیز کا علم مخفی ہو تو وہ زمین و آسمان والوں پر بھاری ہوتی ہے
- فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا (النساء:4) اس آیت میں عَفَوْنَ کی جگہ طِبْنَ آیا، یعنی اگر بیویاں اپنی خوشی کے ساتھ تمہارے لیے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے مزہ دار اور خوش گوار سمجھ کر کھاؤ

ابدال اسم باسم:

سوال: ابدال اسم باسم کسے کہتے ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں

جواب: ایک اسم کی جگہ دوسرا اسم ذکر کرنے کو ابدال اسم باسم کہتے ہیں مثلاً

- فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ (الشعراء:4) اس آیت میں خَاضِعَةٌ کی جگہ خٰضِعِيْنَ مذکور ہے
- وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ (التحریم:12) اس آیت میں قَانِتَاتٌ کی جگہ قٰنِتِيْنَ مذکور ہے
- وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (آل عمران:22) اس آیت میں نَاصِرٌ کی جگہ نٰصِرِيْنَ مذکور ہے
- فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (الحاقہ:47) اس آیت میں حَاجِزٌ کی جگہ حٰجِزِيْنَ مذکور ہے
- وَالْعَصْرِ (1) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ (العصر: 1,2) اس آیت میں اَفْرَادُ بَنِي آدَمَ کی جگہ اَلْاِنْسَانَ مذکور ہے کیونکہ الانسان مفرد لفظ ہے اور اسم جنس ہے لہذا یہ اپنے تمام افراد پر دلالت کر رہا ہے
- يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا (الانشقاق:6) اس آیت میں يَا بَنِي آدَمَ اِنَّكُمْ کی جگہ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ مذکور ہے اس آیتِ مبارکہ میں بھی اَلْاِنسان کیونکہ مفرد لفظ ہے اور اسم جنس ہے لہذا یہ بھی اپنے تمام افراد پر دلالت کر رہا ہے
- وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الاحزاب:72) اس آیت میں بھی اَفْرَادَ النَّاس کی جگہ اَلْاِنْسَانُ مذکور ہے
- كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء:105) اس آیت میں نُوْحًا وَحْدَهٗ کی جگہ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ مذکور ہے
- اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ (الفتح:1) اس آیت میں اِنِّيْ فَتَحْتُ لَكَ کی جگہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ مذکور ہے
- اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ (المعارج:40) اس آیت میں اِنِّيْ لَقَادِرٌ کی جگہ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ مذکور ہے
- وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ (الحشر:6) اس آیت میں يُسَلِّطُ مُحَمَّدً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جگہ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ مذکور ہے

- اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ (آل عمران:173) اس آیت میں عُرْوَۃُ الثَّقَفِیّ کی جگہ النَّاسُ مذکور ہے
- فَاَذَاقَھَااللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ (النحل:112) اس آیت میں طَعْمَ الْجُوْعِ کی جگہ لِبَاسَ الْجُوْعِ مذکور ہے کیونکہ بھوک سے پیدا ہونے والی کمزوری کا اثر لباس کی طرح پورے جسم کے لیے عام ہے
- صِبْغَۃَ اللّٰہِ (البقرہ:138) اس آیت میں دِیْنَ اللّٰہِ کی جگہ صِبْغَۃَ اللّٰہِ مذکور ہے، جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ دین رنگ کی طرح ہے جس سے انسان کا نفس رنگین ہو جاتا ہے یا نصرانیت میں جس طرح پیلے رنگ سے رنگنے کو کہتے تھے، اس سے مشابہت کی وجہ سے ایسا فرمایا
- وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ (التین:2) اس آیت میں طُوْرِ سَیْنَاءَ کی جگہ طُوْرِ سِیْنِیْنَ مذکور ہے
- سَلٰمٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ (الصافات:130) اس آیت میں اِلْیَاسِ کی جگہ اِلْ یَاسِیْنَ مذکور ہے

ابدال حرف بحرف:

سوال: ابدال حرف بحرف کسے کہتے ہیں؟ مع امثلہ بیان کریں

جواب: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ذکر کرنے کو ابدال حرف بحرف کہتے ہیں مثلاً

- فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ (الاعراف:143) اس آیت میں عَلَی الْجَبَلِ کی جگہ لِلْجَبَلِ مذکور ہے
- وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ (المؤمنون:61) اس آیت میں اِلَیْھَا کی جگہ لَھَا مذکور ہے
- اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ (10) اِلَّا مَنْ ظَلَمَ (النمل: 10,11) اس آیت میں لٰکِنَّ کی جگہ اِلَّا مذکور ہے اور اِلَّا مَنْ ظَلَمَ جملہ مستانفہ (نیا جملہ) ہے
- وَلَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (طہ: 71) اس آیت میں عَلٰی جُذُوْعِ النَّخْلِ کی جگہ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ مذکور ہے
- اَمْ لَھُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْہِ (الطور:38) اس آیت میں یَسْتَمِعُوْنَ عَلَیْہِ کی جگہ یَسْتَمِعُوْنَ فِیْہِ مذکور ہے
- السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِہٖ (المزمل: 18) اس آیت میں مُنْفَطِرٌ فِیْہِ کی جگہ مُنْفَطِرٌ بِہٖ مذکور ہے
- مُسْتَکْبِرِیْنَ بِہٖ (المؤمنون:67) اس آیت میں عَنْہُ کی جگہ بِہٖ مذکور ہے
- اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ (البقرہ:206) اس آیت میں عَلَی الْاِثْمِ کی جگہ بِالْاِثْمِ مذکور ہے
- فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا (الفرقان:59) اس آیت میں فَاسْئَلْ عَنْہُ کی جگہ فَسْئَلْ مذکور ہے
- وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ (النساء:2) اس آیت میں مَعَ اَمْوَالِکُمْ کی جگہ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ مذکور ہے

- اِلَی الْمَرَافِقِ (المائدہ:6) اس آیت میں مَعَ الْمَرَافِقِ کی جگہ اِلَی الْمَرَافِقِ مذکور ہے
- یَشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ (الانسان:6) اس آیت میں یَشْرَبُ مِنْھَا کی جگہ یَشْرَبُ بِھَا مذکور ہے
- وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام:91) اس آیت میں اِنْ قَالُوْا کی جگہ اِذْ قَالُوْا مذکور ہے

ابدال جملۃ بجملۃ:

سوال: ابدال جملۃ بجملۃ کسے کہتے ہیں؟ نیز یہ کس وقت پایا جاتا ہے؟

جواب: ایک جملے کو دوسرے جملے کی جگہ ذکر کرنے کو ابدال جملۃ بجملۃ کہتے ہیں اور یہ اس وقت پایا جاتا ہے جب محذوف شدہ جملے سے حاصل ہونے والے مضمون اور اس کے وجود کے سبب پر یہ موجودہ جملہ دلالت کر رہا ہو مثلاً

- وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ان کے ساتھ اپنا خرچہ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں (البقرہ:220)

اس آیت میں لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ کی جگہ فَاِخْوَانُکُمْ مذکور ہے، کیونکہ جب وہ تمہارے بھائی ہیں تو بھائی ہونا ہی ایسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو ملائے

- لَمَثُوْبَۃٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ خَیْرٌ (البقرہ:103) اس آیت مبارکہ میں لَوَجَدُوْا ثَوَابًا کی جگہ لَمَثُوْبَۃٌ مذکور ہے، کیونکہ لَمَثُوْبَۃٌ اس سے حاصل ہونے والے مضمون پر دلالت کر رہا ہے
- اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ (یوسف:77) اس آیت مبارکہ میں اِنْ سَرِقَ فَلَا عَجَبَ لِاَنَّ سَرِقَ اَخٌ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ کی جگہ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ مذکور ہے کیونکہ وہ اس سے حاصل ہونے والے مضمون پر دلالت رہا ہے
- مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ترجمہ کنزالعرفان: اے محبوب! تم فرمادو: جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو (تو ہو) پس بیشک اس نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ اتارا ہے (البقرہ:98) اس آیتِ مبارکہ میں فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لَّہٗ کی جگہ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ مذکور ہے کیونکہ یہ اس سے حاصل ہونے والے مضمون پر دلالت کر رہا ہے یعنی جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا دشمن اللہ پاک کا دشمن ہے کیونکہ جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ذریعے آپ پر قرآن نازل کرنے والا اللہ ہی ہے

ابدال التنکیر بالتعریف:

سوال: ابدال التنکیر بالتعریف سے کیا مراد ہے؟ مع امثلہ وضاحت کریں

جواب: کبھی کبھار اصلی کلام تنکیر کا تقاضہ کرتا ہے جس پر الف لام لگا کر اور اضافت کر کے اسے معرفہ بنا دیا جاتا ہے اور معنی نکرہ کا ہی باقی رہتا ہے مثلاً:

- وَقِیْلِہٖ یٰرَبِّ (الزخرف:88) یعنی قِیْلٌ لَّہٗ یٰارَبِّ اس آیت میں قِیْلٌ لَّہٗ ہے کی جگہ قِیْلِہٖ مذکور ہے کیونکہ یہ تلفّظ میں مختصر ہے

- حَقُّ الْیَقِیْنِ (الواقعہ:95) یعنی حق یقین، اس آیت میں حق یقین کی جگہ حَقُّ الْیَقِیْنِ مذکور ہے، اسے بھی اضافت کے ذریعے بیان کیا کیونکہ یہ تلفظ میں آسان ہے

ابدال التانیث والتذکیر والإفراد بأضدادھا:

سوال: ابدال التانیث والتذکیر والافراد بأضدادھا سے کیا مراد ہے؟

جواب: کبھی کبھار کلام کا فطری اسلوب اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ضمیر کو مذکر، یا مونث، یا مفرد، لایا جائے، لیکن اس فطری اسلوب سے کلام کو نکال کر ضمیر کو مذکر یا مونث اور جمع کو معنی کے لحاظ مفرد لایا جاتا ہے مثلاً

- فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ (الانعام:78)
- مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (البقرہ: 17)

ابدال التثنیة بالمفرد:

سوال: ابدال التثنیة بالمفرد سے کیا مراد ہے؟ مع امثلہ بیان کریں

جواب: کبھی کبھار تثنیہ کی جگہ مفرد کو ذکر کیا وارد کیا جاتا ہے اسے ابدال التثنیة بالمفرد کہتے ہیں مثلاً

- وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ:74)
- اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ (ھود:28) مذکورہ آیت میں اصل لفظ فَعُمِّیَتَا کی جگہ فَعُمِّیَتْ مذکور ہے کیونکہ بَیِّنَةٍ اور رَحْمَةً دونوں ایک شے کی طرح ہیں
- اللہ ورسولہ اعلم میں بھی یہی بات ہے

ابدال الجزاء وجواب القسم بجملة مستقلة:

سوال: ابدال الجزاء وجواب القسم بجملة مستقلة سے کیا مراد ہے؟

جواب: کبھی کبھار کوئی کلام جزاء کو صورتِ جزاء میں، شرط کو صورتِ شرط میں، اور جواب قسم کو صورتِ جواب قسم میں لانے کا تقاضہ کرتا ہے، لیکن کلام میں تصرف کرکے جزاء وجوابِ قسم کے جز کو معنی کی رعایت کے لیے جملہ مستانفہ بنا دیا جاتا ہے، اور کوئی ایسی چیز بیان کردی جاتی ہے جو اس محذوف کی طرف ذہن کی رہنمائی کرے مثلاً

- وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا (1) وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا (2) وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا (3) فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا (4) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (5) یَوْمَ تَرْجُفُ

الرَّاجِفَةُ (النازعات: 1-6)

یہاں جوابِ قسم یعنی البعث والحشر حق محذوف ہے جس پر یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ دلالت کر رہا ہے

- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ (1) وَالۡيَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ (2) وَشَاهِدٍ وَّمَشۡهُوۡدٍ (3) قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ (البروج: 1-4) یہاں المجازاة علی الاعمال حق محذوف ہے جس پر قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ دلالت کر رہا ہے
- اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ (1) وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ (2) وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ (3) وَاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ (4) وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ (5) يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ (الانشقاق: 1-6)

یہاں جزائے شرط یعنی الحساب والجزاء کائن محذوف ہے یٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ دلالت کر رہا ہے

ابدال الخطاب بالغیبۃ:

سوال: ابدال الخطاب بالغیبۃ سے کیا مراد ہے؟ مع مثال بیان کریں

جواب: کبھی کبھار کلام کا اسلوب بدل دیا جاتا ہے اس طرح کے کلام خطاب (حاضر) کا تقاضہ کرتا ہے اور اسے غائب کی صورت میں ذکر کر دیا جاتا ہے مثلاً

- حَتّٰۤى اِذَا كُنۡتُمۡ فِى الۡفُلۡكِ‌ۚ وَجَرَيۡنَ بِهِمۡ بِرِيۡحٍ طَيِّبَةٍ (یونس: 22) یہاں وَجَرَيۡنَ بِكُمۡ کی جگہ وَجَرَيۡنَ بِهِمۡ مذکور ہے

ابدال الاخبار بالانشاء وبالعکس:

سوال: ابدال الاخبار بالانشاء وبالعکس سے کیا مراد ہے؟

جواب: کبھی کبھار اخبار کی جگہ انشاء کو اور انشاء کی جگہ اخبار کو ذکر کیا جاتا ہے مثلاً

- فَامۡشُوۡا فِىۡ مَنَاكِبِهَا (الملک: 15) یہاں لِتَمۡشُوۡا کی جگہ فَامۡشُوۡا مذکور ہے
- اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (آل عمران: 139) یعنی ایمانکم یقتضی ھذا
- مِنۡ اَجۡلِ ذٰ لِكَ‌ ۛۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ (المائدہ: 32)

یہاں پر علی قیاس حال ابن آدم، یا علی مثال حال ابن آدم کو "مِنۡ اَجۡلِ ذٰ لِكَ" سے بدل دیا، کیونکہ قیاس علت کو دیکھ کر ہی ہوتا ہے تو گویا قیاس علت کی ایک نوع (قسم) ہے

- اَرَءَيۡتَ (الکھف: 63) یہ اصل میں رؤیت بمعنی استفہام ہے، پھر یہاں سے آگے منتقل کیا گیا کہ آگے کی بات تنبیہ کی صورت ہو جائے جیسا کہ عرف میں کہا جاتا ہے: کیا آپ نے کچھ دیکھا؟ کیا آپ نے کچھ سنا؟

بیان التقدیم والتاخیر والتعلق بالبعید وماشا بھھما:

سوال: کیا کبھی مراد کو سمجھنے کے لیے تقدیم وتاخیر ضروری ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں! کبھی کبھار مراد کو سمجھنے کے لیے تقدیم وتاخیر ضروری ہوتی ہے جیسا کہ مشہور شعر ہے

بثینۃ شأنھا سلبت فؤادی　　　　بلا جرم أتیت بہ سلاما

سلاما فؤادی سے حال ہے لیکن اس کی تاخیر اور بلا جرم أتیت بہ کی تقدیم کی وجہ سے مراد کو سمجھنا مشکل ہے

سوال: کیا تعلقِ بعید کی وجہ سے بھی کلام سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں! تعلق بعید اور اس جیسی دیگر چیزوں سے بھی کلام سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے مثلاً

- اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (59) اِلَّا امْرَاَتَهٗ (الحجر:59,60)

اس آیت میں استثناء پر استثناء داخل کرنے کی وجہ سے مراد کو سمجھنا مشکل ہے

- فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ (التین:7) یہ آیت اس آیت کے ساتھ متصل ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین: 4)
- يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ (الحج:13) یعنی یدعو من ضرہ، لام زائدہ ہے
- لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ (القصص:76) یعنی لتنوء العصبۃ بھا
- وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ (المائدہ:6) یعنی اغسلوا ارجلکم
- وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى (طہ:129) یعنی ولولا کلمت سبقت و اُجل مسمی لکان لزاما
- اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ (الانفال:73) یہ آیت اس آیت کے ساتھ متصل ہے "فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ (الانفال:72)"
- اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ یہ آیت اس آیت کے ساتھ متصل ہے "قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ (الممتحنہ: 4)"
- يَسْــَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا (الاعراف: 187) یعنی یسلونک عنھا کانک حفی

الزیادۃ فی الکلام

سوال: فطری اسلوبِ کلام میں زیادتی کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: فطری اسلوبِ کلام میں زیادتی کی مختلف اقسام ہیں

1. کبھی صفت کے ذریعے کلام میں زیادتی کی جاتی ہے مثلاً:

- وَلَاطٰٓئِرٍ یَّطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡہِ (الانعام:38)
- اِنَّ الۡاِنۡسَانَ خُلِقَ ھَلُوۡعًا(19) اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ جَزُوۡعًا (20) وَّاِذَا مَسَّہُ الۡخَیۡرُ مَنُوۡعًا (المعارج:19-21)

2. کبھی بدل کے ذریعے کلام میں زیادتی کی جاتی ہے مثلاً:

- لِلَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡھُمۡ (الاعراف:75)

3. کبھی عطفِ تفسیری کے ذریعے کلام میں زیادتی کی جاتی ہے مثلاً:

- حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً (الاحقاف:15)

4. کبھی تکرار کے ذریعے کلام میں زیادتی کی جاتی ہے مثلاً:

- وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ (یونس: 66) اصل کلام یوں ہے وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ اِلَّا الظَّنَّ
- وَلَمَّا جَآءَھُمۡ کِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمۡ وَکَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ یَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَی الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَلَمَّا جَآءَھُمۡ مَّا عَرَفُوۡا کَفَرُوۡا بِہٖ (البقرۃ: 89)
- وَلۡیَخۡشَ الَّذِیۡنَ لَوۡ تَرَکُوۡا مِنۡ خَلۡفِھِمۡ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَیۡھِمۡ فَلۡیَتَّقُوا اللّٰہَ (النساء:9)
- یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَھِلَّۃِ قُلۡ ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ (البقرہ:189) یعنی یہ چاند لوگوں کے لیے وقت معین کرنے کا ذریعہ ہے اس اعتبار سے کہ اللہ پاک نے لوگوں کے لیے مشروع فرمایا ہے کہ وہ چاند کے ذریعے وقت معین کریں، اور حج کے لیے اس اعتبار سے کہ اس کے ذریعہ معین وقت حاصل وثابت ہوتا ہے اور اگر یوں فرمایا جاتا "ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ فِیۡ حَجِّھِمۡ" تو یہ مختصر ہوتا لیکن اللہ پاک نے اسے طویل فرمایا
- لِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی وَمَنۡ حَوۡلَھَا وَتُنۡذِرَ یَوۡمَ الۡجَمۡعِ (الشوریٰ:7) یعنی تُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی یَوۡمَ الۡجَمۡعِ
- وَتَرَی الۡجِبَالَ تَحۡسَبُھَا جَامِدَۃً (النمل:88) یعنی تَرَی الۡجِبَالَ جَامِدَۃً تری کے بعد تحسب ہے کیونکہ رؤیت کے کئی معنی ہیں اور یہاں

رؤیت سے حسبان مراد ہے

- كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (البقرہ:213) وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ کو ربط شدہ کلام کے درمیان اس لیے لایا گیا کہ اِخْتَلَفُوْا کی ضمیر کا مرجع اور یہ بات واضح ہو جائے کے اختلاف سے وہ اختلاف مراد ہے جو امت کو دعوت دینے کے اندر قرآن نازل ہونے کے بعد ہوا کے ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ کافر ہی رہے

5. کبھی فاعل یا مفعول بہ پر حرف جر کا اضافہ کر کے انہیں حرف جر کے واسطے سے فعل کا معمول بنایا جاتا ہے تا کہ اتصال مؤکد ہو جائے مثلاً:

- يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا (التوبہ:35) یعنی تُحْمٰى هِيَ
- وَقَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (المائدہ:46) یعنی قَفَّيْنَاهُمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اِن الواو قد تستعمل للاتصال:

سوال: کیا واو صرف عطف کے لیے آتا ہے؟

جواب: جی نہیں! بہت سے مقامات پر واو عطف کے لیے نہیں بلکہ تاکیدِ اتصال کے لیے آتا ہے مثلاً:

- اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ تا وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً (الواقعہ:1-7)
- وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا (الزمر:73)
- وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ (آل عمران:141)

☆ اسی طرح فاء کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے

الدلائل علی استعمال الواو للاتصال:

سوال: واو تاکیدِ اتصال کے لیے بھی آتا ہے اس پر دلائل بیان کریں

جواب: 1 امام قسطلانی شرح کتاب الحج، باب المعتمر میں "اذا طاف طواف العمرۃ ثم خرج ھل یجزیہ عن طواف الوداع" کے تحت لکھتے ہیں: موصوف کے ساتھ صفت کی تاکیدِ اتصال کے لیے موصوف اور صفت کے درمیان حرف عطف لانا جائز ہے مثلاً: وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (الاحزاب:12)

2 سیبوبہ نے فرمایا: یہ مررت بزید وصاحبک کی طرح ہے جب صاحبک سے تیری مراد زید ہو

3 زمخشری نے فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ مِنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ (الحجر:4) میں وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ یہ جملہ ،قَرۡیَةٍ کی صفت ہے اور قیاس یہ چاہتا ہے کہ موصوف صفت کے درمیان واو نہ آئے جیسا کہ اس آیت مبارکہ وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ (الشعراء:208) میں ہے

یہ بھی تسلیم شدہ ہے کہ صفت کے ساتھ موصوف کے اتصال کی تاکید کے لیے موصوف صفت کے درمیان واو آتا ہے

جیسا کہ حال کے لیے کہا جاتا ہے: جاءنی زید علیہ ثوب اور جاءنی زید وعلیہ ثوب. **انتھی**

انتشار الضمائر وارادة المعنیین من کلمة واحدة:

سوال: کیا انتشار ضمائر کی وجہ سے مراد سمجھنے میں دشوار ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں! کبھی کبھار انتشار ضمائر (ضمیروں کے جمع ہونے) کی وجہ سے مراد سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے اور کبھی ایک کلمے کے دو یا دو سے زیادہ معانی میں سے معنی مراد سمجھنا مشکل ہوتا ہے مثلاً:

- وَاِنَّهُمۡ لَیَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ وَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ (الزخرف:37)
- وَقَالَ قَرِیۡنُهٗ (ق:23) اس سے ایک جگہ شیطان اور دوسری جگہ فرشتہ مراد ہے
- یَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ۔ ترجمہ کنزالعرفان: آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ: جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو (البقرہ:215) وَیَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ قُلِ الۡعَفۡوَ۔ ترجمہ کنزالعرفان: آپ سے سوال کرتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ: جو زائد بچے (البقرہ:219)

پہلی آیت میں سوال کے معنی یہ ہیں کہ کیسا اور کس طرح کا انفاق (خرچ) کریں؟ یہ معنی مصرف کے بارے میں کیے گئے سوال پر صادق آتا ہے کیونکہ مصارف کے اعتبار سے خرچ کرنے کی کئی اقسام ہیں اور دوسری آیت میں سوال کے معنی یہ ہیں کہ کون سا مال خرچ کریں؟

بیان کون اللفظ لمعان شتی:

☆ جعل اور شئ جیسے دیگر الفاظ بھی اسی قسم سے ہیں اور ان کے متعدد معانی ہوتے ہیں

سوال: جعل کون کونسے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: کبھی جعل، خلق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً: جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ (الانعام:1)

کبھی جعل، اعتقد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً: وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ (الانعام:136)

سوال: لفظ شئ کس کس کی جگہ پر استعمال ہوتا ہے؟

جواب: لفظ شئ فاعل، مفعول بہ اور مفعول مطلق وغیرہ کی جگہ پر استعمال ہوتا ہے مثلاً:

- اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ (الطور:35) یعنی من غیر خالق
- فَلَا تَسۡـَٔـلۡنِىۡ عَنۡ شَىۡءٍ (الکھف:70) یعنی عن شئ ممایتوقف فیہ من امری

سوال: الامر، النبا اور الخطب سے کیا مراد ہے؟

جواب: الامر، النبااور الخطب سے کبھی مخبر عنہ (جس کے بارے میں خبر دی جارہی ہے) مراد ہوتا ہے مثلاً: هُوَ نَبَؤٌا عَظِيۡمٌ (ص:67)
یعني قصة عجیبة

اسی طرح خیر وشر اوران کے ہم معنی الفاظ کے معانی مواقع کے اعتبار سے بدلتے رہتے ہیں

انشار الآیات:

اسی قسم سے انتشارِ آیات (آیات کے بے ترتیب ہونے) کا بھی معاملہ ہے کہ بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ کبھی جو آیت واقعے کے آخر میں ہونی چاہیے وہ اس سے پہلے لائی گئی اور پھر یہ قصہ بیان کیا گیا

سوال: کیا کبھی کوئی آیت نازل ہونے میں مقدم اور تلاوت میں مؤخر ہو سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! کبھی کبھار کوئی آیت نازل ہونے میں مقدم اور تلاوت میں مؤخر ہوتی ہے مثلاً: قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ (البقرہ:144) نازل ہونے میں مقدم ہے اور سَيَقُوۡلُ السُّفَهَآءُ (البقرہ:142) موخر ہے جبکہ تلاوت میں یہ مقدم ہے اور وہ مؤخر ہے

اور کبھی کبھار کلام کے درمیان میں کفار کی باتوں کا جواب دے دیا جاتا ہے مثلاً: وَلَا تُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّا لِمَنۡ تَبِعَ دِيۡنَكُمۡ قُلۡ اِنَّ الۡهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنۡ يُّؤۡتٰٓى اَحَدٌ مِّثۡلَ مَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ۔ ترجمہ کنزالعرفان: اور (مزید آپس میں کہا کہ) صرف اسی کا یقین کرو جو تمہارے دین کی پیروی کرنے والا ہو اے حبیب! تم فرمادو کہ ہدایت تو صرف اللہ ہی کی ہدایت ہے (اور یہ سازشی آپس میں کہتے ہیں کہ اس کا بھی یقین نہ کرو) کہ کسی اور کو بھی ویسا مل سکتا ہے جو تمہیں دیا گیا (آل عمران:73)

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مباحث بہت تفصیل طلب ہیں ہم نے جتنا ذکر کر دیا وہ کافی ہے، جو سعادت مند افراد قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت یہ امور پیشِ نظر رکھیں گے وہ ان شاءاللہ تھوڑی توجہ اور غور وفکر کے بعد اپنی طاقت کے مطابق کلام الٰہی کی غرض اور اس کا مقصود پالیں گے

اور مذکورہ ہدایات واحکام کی روشنی میں غیر مذکور اور ایک مثال سے دوسرے مثال کی طرف ان کا ذہن وقیاس منتقل ہوتا چلا جائے گا

الفصل الخامس

بیان المحکم والمتشابہ والکنایۃ:

سوال: محکم کسے کہتے ہیں؟

جواب: محکم اس کلام کو کہتے ہے کہ اہل زبان اس کلام کا ایک ہی معنی سمجھے، اور یہاں متقدم اہل عرب کی سمجھ معتبر ہے نا کہ ہمارے زمانے کے مدققین کی سمجھ اور فضول غور و فکر ایسی لا علاج بیماری ہے کہ محکم کو متشابہ اور معلوم کو مجھول بنا دیتی ہے

والمتشابہ:

سوال: متشابہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: متشابہ اس کلام کو کہتے ہے جو دو معانی کا احتمال رکھے

جس کے چند اسباب یہ ہیں

1. ضمیر کے دو مرجع ہو سکتے ہیں جیسے کسی شخص نے کہا: "ان الأمیر أمرنی أن العن فلانا لعنہ اللہ"
2. ایک کلمہ دو معانی میں مشترک ہو مثلاً: لٰمَسْتُمُ (المائدہ:6) مذکورہ لفظ جماع اور ہاتھ سے چھونے دو معانی میں مشترک ہے
3. کلمہ کا عطف قریب اور بعید دونوں پر ہو سکتا ہو مثلاً: وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ (المائدہ:6) کسرہ والی قراءت میں
4. جملہ میں عطف کا بھی اور استیناف (نیا جملہ بننے) کا بھی احتمال ہو مثلاً: وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔوَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (آل عمران: 7)

والکنایہ:

سوال: کنایہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: کنایہ سے یہ مراد ہے کہ احکام میں سے کوئی حکم ثابت کر کے اس سے بعینہ وہ حکم مراد نہ لیا جائے بلکہ اس سے یہ مقصود ہو کے مخاطب کا ذہن اس کے لازم معنی کی طرف منتقل ہو خواہ یہ لزوم عادی ہو یا عقلی جیسا کہ عظیم الرماد (زیادہ راکھ والا) معنی کے لحاظ سے کثیر الضیافت (مہمان نواز) شخص کے لیے بولا جاتا ہے اور اس آیت مبارکہ (بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ) ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ اللہ کے ہاتھ کشادہ ہیں (المائدہ:64) سے سخاوت کا معنی سمجھا جاتا ہے

اسی قسم سے معنی مراد کو محسوس صورت میں پیش کرنا ہے، اہل عرب کے اشعار وخطبات کا یہ ایک وسیع باب ہے اور قرآنِ کریم واحادیث نبویہ اس سے بڑھے پڑے ہیں مثلاً: وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ ترجمہ کنزالعرفان: اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کے ذریعے چڑھائی کر دے (الاسراء:64) اس آیت میں اللہ پاک نے شیطان کو ڈاکوؤں کے سردار سے تشبیہ دی ہے جب وہ اپنے ساتھ والوں کو آواز دیتا ہوا کہتا ہے ادھر سے آؤ اور ادھر سے داخل ہو جاؤ

وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (یس:9)

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا (یس:8)

آیاتِ قرآنیہ میں غور وفکر کرنے سے اعراض کرنے (منہ پھیرنے) والے کافروں کو اللہ پاک نے اس شخص سے تشبیہ دی جس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہو، یا ایسے شخص سے تشبیہ دی جس کے گرد ہر طرف سے دیوار بنا دی گئی ہو اور وہ بالکل نہ دیکھ سکے وَاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ترجمہ کنزالعرفان: اور خوف دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ اپنے ساتھ ملا لو (القصص:32) یعنی اپنا دل تھام کر بے چینی اور پریشانی دور کر لو

عرف میں اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کی شجاعت (بہادری) ظاہر کرنے کے لیے تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہیں کہ فلاں اِدھر سے حملہ کرتا اور مارتا ہے، اُدھر سے حملہ کرتا اور مارتا ہے اور اس کا مقصد صرف شجاعت کی صفت میں اسے لوگوں پر غلبہ دینا ہوتا ہے اگرچہ اس نے زندگی بھر تلوار کو ہاتھ بھی نہ لگایا ہو

یا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ سے مقابلہ کر سکے یا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ایسا کرتا ہے، جس سے اشارہ ہوتا ہے کہ دشمن پر غلبہ کے وقت اہل مبارزت (مقابلے میں آنے والے) کی یہ ہیّت ہوتی ہے

اگرچہ اس شخص نے کبھی یہ کام نہ کیا ہو اور نہ کبھی یہ بات کہی ہو یا کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے میرا گلا گھونٹ دیا اور میرے منہ سے لقمہ چھین لیا

بیان التعریض والمجاز العقلي

والتعریض:

سوال: تعریض کسے کہتے ہیں؟

جواب: تعریض یہ ہے کسی عام حکم یا مبہم شخص کو ذکر کیا جائے اور کسی خاص شخص کے حال کا بیان یا کسی معین شخص کے حال پر تنبیہ مقصود ہو کبھی کبھار کلام کے دوران اس شخص کی بعض خصوصیات ذکر کر دی جاتی ہے جن کے ذریعہ مخاطب اس شخص سے آگاہ ہو جاتا ہے ایسی جگہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور وہ متعلقہ قصہ جاننا چاہتا ہے اور اس کی طرف محتاج ہو جاتا ہے

حضور صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلم جب کسی شخص پر نکیر (اعتراض وغیرہ) کرنا چاہتے تھے تو فرماتے تھے "ما بال أقوام یفعلون کذا وکذا" (لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا ایسا کرتے ہیں)

جیسا کہ اللہ پاک کے اس فرمان میں ہے وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا... الآیۃ (الاحزاب:36)

اس آیت میں حضرت زینب بن جحش اور ان کے بھائی (عبد اللہ بن جحش رَضِیَ اللہ عَنۡہُمَا) کے قصے سے تعریض ہے

وَلَا یَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡکُمۡ وَالسَّعَةِ (النور:22)

یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ عَنۡہُ سے تعریض ہے

پس اس صورت میں جب تک لوگوں کو واقعہ معلوم نہ ہو وہ کلام کا مطلب صحیح طور پر سمجھ نہیں پائیں گے

والمجاز العقلي:

سوال: مجاز عقلی کسے کہتے ہے؟

جواب: مجاز عقلی یہ ہے کہ فعل کی غیر فاعل کی طرف اسناد کی جائے یا جو حقیقت میں مفعول بہ نہیں ہے اس کو مفعول بہ بنایا جائے دونوں کے درمیان مشابہت کے علاقے کی وجہ سے ایسا کیا جائے اور متکلم کے نزدیک یہ (غیر فاعل یا غیر مفعول بہ) اسی (فاعل یا مفعول بہ) کے شمار میں ہو اور اس کا ایک فرد ہو مثلاً:

جیسا کہا جاتا ہے "بنى الأمير القصر" (امیر نے محل تیار کیا) حالانکہ محل تیار کرنے والے معمار ہیں نا کہ امیر، امیر تو بنانے کا حکم دینے والا ہے

"انبت الربیع البقل" موسمِ ربیع نے سبزہ اگایا حالانکہ موسم ربیع میں مزہ اُگانے والا اللہ پاک ہی ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

الباب الثالث في بديع أسلوب القرآن

الفصل الأول في تدوين القرآن الكريم وترتيبه

القرآن الكريم في عهد النبى صلى الله عليه وسلم

سوال: کیا قرآن کریم مبوّب و مفصّل صورت میں ہے اگر نہیں تو پھر کس طریقے پر ہے؟

جواب: قرآن کریم مبوّب (ابواب) مفصل (فصول) صورت میں نہیں ہے کہ اس کا ہر حکم اور مسئلہ کسی ایک باب یا فصل میں مذکور ہو، بلکہ قرآن کریم مجموعہ مکتوبات کی طرح ہے جس طرح بادشاہ اپنی رعایا کے پاس مقتضائے حال کے مطابق حکم نامہ صادر کرتے ہیں، اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد دوسرا فرمان صادر کرتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ بہت سے فرامین اس طرح جمع ہو جاتے ہیں

جنہیں کوئی شخص جمع کر کے ان کا ایک مرتب مجموعہ تیار کر دیتا ہے اسی طرح بادشاہوں کے بادشاہ اور حاکمِ حقیقی نے اپنی پیارے نبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر بندوں کی ہدایت کے لیے مقتضائے حال کے مطابق ایک کے بعد ایک سورہ نازل فرمائی رسول کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مبارک زمانہ میں ہر سورت کو علیحدہ علیحدہ محفوظ و منضبط رکھا گیا لیکن سورتوں کی یکے بعد دیگرے ترتیب وتدوین اس دور میں نہ تھی

التدوين في عهد الخلفاء الراشدين وبيان تقسيم السور

سوال: کس کے دور میں قرآن کریم ایک خاص ترتیب کے ساتھ ایک جلد میں تمام سورتوں سمیت جمع کیا گیا اور اس مجموعے کا کیا نام رکھا گیا؟

جواب: حضرت ابو بکر وعمر فاروق رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا کے دورِ خلافت میں خاص ترتیب کے ساتھ ایک جلد میں تمام سورتوں سمیت جمع کیا گیا اور اس مجموعے کا نام مصحف رکھا گیا

سوال: صحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُم کے نزدیک تمام سورتیں کتنی اقسام میں منقسم ہیں؟

جواب: صحابہ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُم کے نزدیک تمام سورتیں چار اقسام میں منقسم ہیں

1. السبع الطوال: جو طویل ترین سورتیں ہیں
2. المئون: ہر وہ سورت جو سو یا اس سے کچھ زیادہ آیات پر مشتمل ہیں
3. المثالث: وہ سورتیں جن میں سو سے کم آیات ہیں
4. الفصل

☆ دو یا تین سورتیں جو الثانی کی ہیں وہ المئون کے مضمونِ کلام کی مناسبت سے المئون میں شامل ہیں

سوال: کس صحابی نے مصحف شریف کے نقول مختلف شہروں میں بھیجے؟

جواب: حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے مصحف شریف کی متعدد نقول کرا کے انہیں مختلف شہروں میں بھیجا تاکہ اہل اسلام ان سے ہی استفادہ ہیں اور کسی دوسری ترتیب کی طرف متوجہ نہ ہو

بيان اسلوب سور القرآن الكريم في الابتداء والاختتام:

سوال: قرآن پاک کی سورتوں کی ابتداء وانتہا میں کس طریقے کی رعایت کی گئی ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورتوں کا انداز چونکہ شاہی فرامین سے مکمل مناسبت رکھتا ہے، اس لیے سورتوں کی ابتداء وانتہاء میں طریقہ مکتوب کی رعایت کی گئی ہے جیسا بعض رسائل، حمد الٰہی سے شروع ہوتے ہیں، بعض رسائل کے آغاز میں فرامین لکھنے کا مقصد مذکور ہوتا ہے،

بعض رسائل کے شروع میں مرسل (فرمان بھیجنے والے) اور مرسل علیہ (جس کی طرف فرمان بھیجا گیا) مذکور ہوتے ہیں، بعض رسائل بغیر عنوان اور بغیر تمہید کے ہوتے ہیں بعض رسائل طویل (لمبے) ہوتے ہیں اور بعض مختصر ہوتے ہیں اسی طرح اللہ پاک نے بعض سورتیں حمد و تسبیح سے شروع فرمائی، بعض سورتوں میں کلام لانے کی غرض کو بیان فرمایا

جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان: "ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ: 2)" "سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا (النور: 1)"

اور یہ قسم مندرجہ ذیل تحریروں کے مشابہ ہے

"ھذا ما صالح علیہ فلان و فلان" (یہ وہ معاہدہ ہے جس پر فلاں اور فلاں نے مصالحت (مشورہ) کی)

"وھذا ما اوصی بہ فلان" (یہ فلاں کا وصیت نامہ ہے)

حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے صلح حدیبیہ کے واقعہ پر تحریر فرمایا: "ھذا ما قاضی علیہ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّم"

اور بعض سورتوں میں اللہ پاک نے مرسل اور مرسل علیہ کا ذکر فرمایا

جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان: "تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (الزمر: 1)" "الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (ھود: 1)"

اور یہ قسم مندرجہ ذیل تحریروں کے مشابہ ہے

"صدر الحکم من حضرۃ الخلافۃ" (دربارِ خلافت سے یہ حکم صادر ہوا)

"ھذا اعلام لسکان البلدۃ الفلانیۃ من حضرۃ الخلافۃ" (دربارِ خلافت سے فلاں شہر کے لوگوں کے لیے یہ خبر دی جاتی ہے)

حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے لکھا: "من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم" (اللہ پاک کے رسول محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کی طرف سے ہرقلِ روم کے لیے)

اور بعض سورتوں میں شاہی رسائل کے انداز پر بغیر عنوان کے ذکر فرمایا، جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: "اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ (المنافقون: 1)" "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا (المجادلۃ: 1)" "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ (التحریم: 1)"

سوال: اہل عرب کی فصاحتِ کلام کس کے ذریعے مشہور تھی؟

جواب: اہل عرب کے کلام کی فصاحت قصائد کے ذریعے مشہور تھی اور قصائد کے آغاز میں تشبیب (جوانی، لہو وغیرہ کے دنوں کا ذکر) ان کی روایت تھی، جس میں عجیب و غریب مقامات اور ہولناک واقعات ذکر کرتے تھے، اللہ پاک نے بعض سورتوں میں اس انداز کو اختیار فرمایا

جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا (1) فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (2) [الصافات]

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا (1) فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا [الذریات]

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ (1) وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ [التکویر]

سوال: اللہ پاک نے سورتوں کا اختتام کیسے فرمایا؟

جواب: جس طرح شاہی فرامین کا اختتام جامع کلمات، اہم ہدایات، احکامِ سابقہ کی تاکید اور ان کی مخالفت کرنے والوں کے لیے سخت وعید پر مشتمل ہوتا ہے اسی طرح اللہ پاک نے جامع کلمات، حکیمانہ ہدایات اور تاکیدِ بلیغ و تھدیدِ شدید پر سورتوں کا اختتام فرمایا

سوال: کیا سورتوں کے درمیان بھی کوئی بلیغ کلام لایا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کبھی سورتوں کے درمیان ایسا کلام لایا جاتا ہے جو نہایت بلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے فائدے اور بلیغ انداز پر مشتمل ہوتا ہے، یہ کلام حمد و تسبیح یا انعام واحسانِ الٰہی کی کسی نوع پر مشتمل ہوتا ہے

جیسا کہ خالق و مخلوق کے مرتبے میں فرق واضح کرتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: " قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيۡرٌ اَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ (النمل: 59)"

اس کے بعد پانچ آیات میں یہ مضمون نہایت بلیغ اور عمدہ انداز میں بیان فرمایا گیا

اسی طرح سورہ بقرہ کے درمیان میں بنی اسرائیل سے اس طرح مخاصمہ فرمایا گیا ہے "يٰبَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا (البقرہ: 47)" اسی کلام پر اس کا اختتام بھی ہے، اس کلام سے مخاصمہ کی ابتداء وانتہا بلاغت کا اعلیٰ مقام ہے

سورۃ آل عمران میں یہودیوں اور نصرانیوں سے مخاصمہ کا آغاز یوں کیا گیا "اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ (آل عمران: 19)"

تاکہ جھگڑے کا محل واضح ہو جائے اور کلام اسی کے گرد دائر رہے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

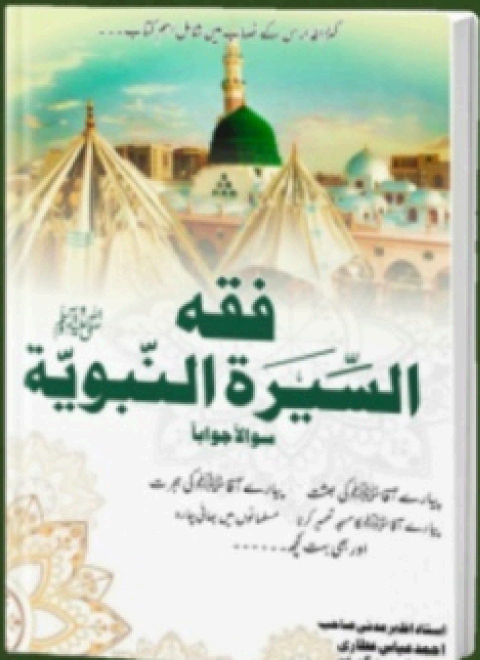

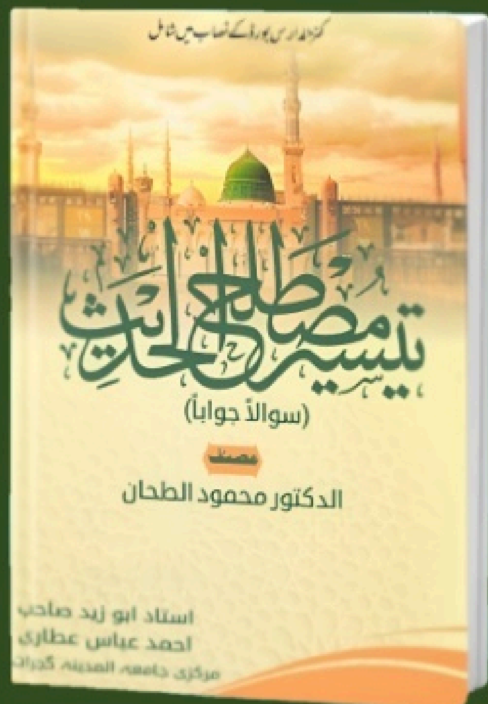

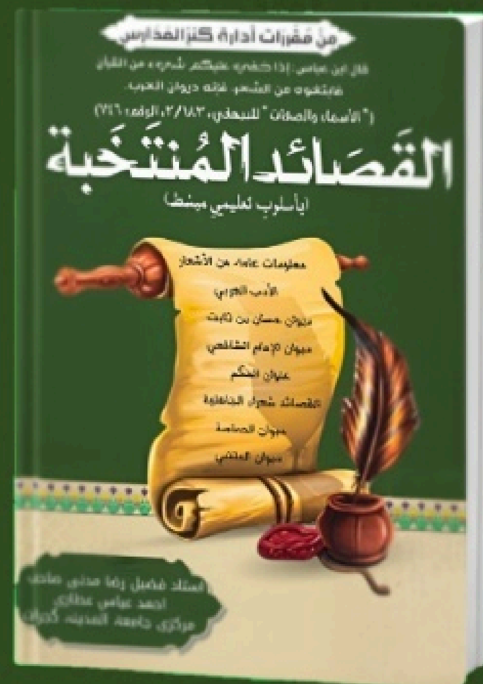

احمد عباس عطاری

03127237373

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ گجرات